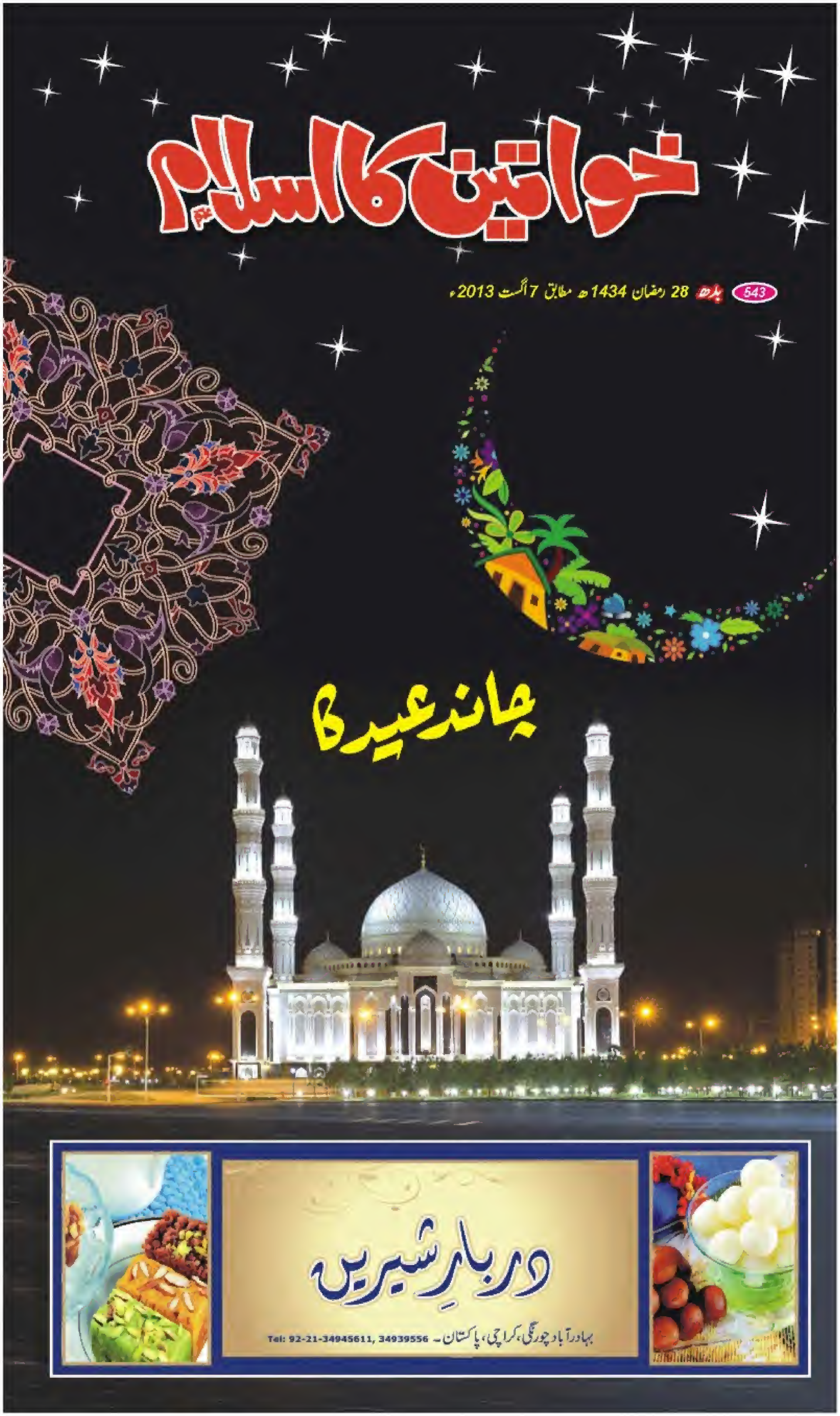
خواتین کا اسلام
543 بدھ 28 رمضان 1434ھ مطابق 7 اگست 2013ء
چاند عید کا
دربارِ شیریں
بہادرآباد چورنگی، کراچی، پاکستان۔ Tel: 92-21-34945611, 34939556

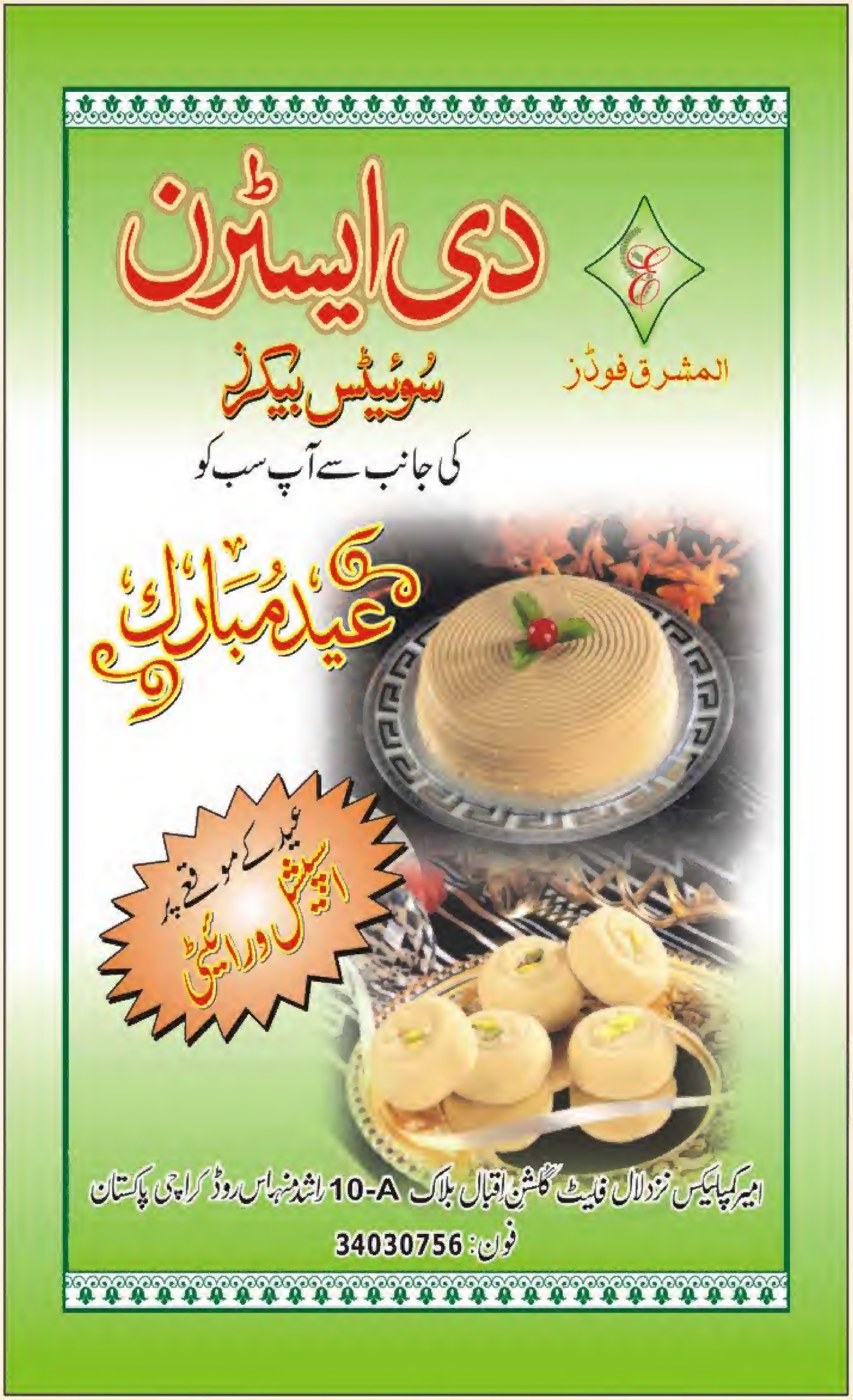
دی ایسٹرن
المشرق فوڈز
سوئیٹس بیکرز
کی جانب سے آپ سب کو
عید مبارک
عید کے موقع پر
اسپیشل ورائٹی
امیر کمپلیکس نزد لال فلیٹ گلشن اقبال بلاک 10-A راشد منہاس روڈ کراچی پاکستان
فون: 34030756

قاعدہ | ناظرہ | حفظ | گردان | پلے گروپ | پری پرائمری | پرائمری

Salient features

Spacious, airy and well ventilated class rooms with comfortable furniture.
Qualified and experienced staff.
Power generator for emergency electric supply.
Transport facility available.
The Curriculam is based on the Islamic vision and values.
Security guard for protection of our students.

نمایاں خصوصیات

- کشادہ اور ہوادار کلاس رومز بمعہ آرام دہ فرنیچر
- مشفق اور تجربہ کار اساتذہ کرام
- شعبہ قاعدہ، ناظرہ میں منفرد انداز میں قرآنی عربی سکھانے کی کلاسز
- دینی شعار اور اقدار کے مطابق تربیت
- وقتاً فوقتاً علمائے کرام کے اصلاحی بیانات
- ٹرانسپورٹ کی سہولت
- اسٹینڈ بائی جنریٹر بجلی کی فراہمی کیلئے
- بچوں کے کھیلنے کیلئے جھولے
- بچوں کی حفاظت کیلئے سیکیورٹی گارڈ کی سہولت

نصاب تعلیم	
پلے گروپ	3 سے 4 سال
پری پرائمری: (قاعدہ)	4 سے 5 سال
کلاس 1+(ناظرہ)	6 سے 7 سال
کلاس 2+(آغاز حفظ)	7 سے 8 سال
کلاس 3+(حفظ)	8 سے 9 سال
کلاس 4+(حفظ)	9 سے 10 سال
کلاس 5+([illegible])	10 سے 11 سال

ان شاء اللہ
درجہ بنات و بنین میں قاعدہ، ناظرہ و حفظ کی
محدود نشستوں پر 10 شوال سے رجسٹریشن ہوگی
20 August 2013

B-215, Block 'A' North Nazimabad Karachi. Phone # 36625906 , 36625143

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

بحث

اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو حالاں کہ تورات اور انجیل ان کے بعد ہی تو نازل ہوئی تھیں، کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں ہے؟

دیکھو! یہ تم ہی تو ہو جنہوں نے ان معاملات میں اپنی سی بحث کرلی ہے جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا۔ اب ان معاملات میں کیوں بحث کرتے ہو جن کا تمہیں سرے سے کوئی علم ہی نہیں؟ اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔

(سورۂ آل عمران آیت نمبر 66,65)

تشریح: یہودی کہا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ وہ عیسائی تھے۔ اول تو قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ دونوں مذہب تورات اور انجیل کے نزول کے بعد وجود میں آئے، جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت پہلے گزر چکے تھے، لہٰذا یہ انتہائی احمقانہ بات ہے کہ انہیں یہودی یا عیسائی کہا جائے۔ اس کے بعد قرآن کریم نے فرمایا کہ جب تمہارے وہ دلائل جو کسی نہ کسی صحیح حقیقت پر مبنی تھے، تمہارے دعوؤں کو ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ بے بنیاد اور جاہلانہ بات کیسے تمہارے دعوے کو ثابت کرسکتی ہے؟ مثلاً تمہیں یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، اور اس کی بنیاد پر تم نے ان کی خدائی کی دلیل پیش کرکے بحث کی، مگر کامیاب نہ ہوسکے کیوں کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا کسی کی خدائی کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے، مگر ان کو تم بھی خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ جب تمہاری وہ دلیلیں بھی کام نہ آسکیں جو اس صحیح واقعے پر مبنی تھیں تو یہ سراسر جاہلانہ بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی یا یہودی تھے، کیسے تمہارے لیے کارآمد ہوسکتی ہے؟

(آسان ترجمہ قرآن)

الحدیث

صلوٰۃ وسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو اور میری قبر کو میلہ نہ بنالینا ہاں مجھ پر صلوٰۃ بھیجا کرنا تم جہاں بھی ہوں گے مجھے تمہاری صلوٰۃ پہنچے گی۔ (نسائی)

تشریح: اس حدیث میں تین ہدایتیں فرمائی گئی ہیں: پہلی یہ کہ: ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو۔“ اس کا مطلب عام طور سے شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ جس طرح قبروں میں مردے ذکر وعبادت نہیں کرتے اور قبریں ذکر وعبادت سے خالی رہتی ہیں، تم اپنے گھروں کو ایسا نہ بنالو کہ ذکر وعبادت سے خالی رہیں، بلکہ ان کو ذکر وعبادت سے معمور رکھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت نہ ہو وہ زندوں کے گھر نہیں، بلکہ مردوں کے قبرستان ہیں۔

دوسری ہدایت یہ فرمائی گئی ہے کہ ”میری قبر کو میلہ نہ بنالینا“ یعنی جس طرح سال کے کسی معین دن میں میلوں میں لوگ جمع ہوتے ہیں اس طرح میری قبر پر کوئی میلہ نہ لگایا جائے۔

بزرگانِ دین کی قبروں پر عرسوں کے نام سے جو میلے ہوتے ہیں ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر کوئی میلہ اس طرح کا ہوتا تو اس سے روحِ پاک کو کتنی شدید اذیت پہنچتی۔

تیسری ہدایت یہ فرمائی گئی ہے کہ تم مشرق یا مغرب میں خشکی یا تری میں جہاں بھی ہو، مجھ پر صلوٰۃ بھیجو، وہ مجھے پہنچے گی۔ یہی مضمون قریب قریب ان ہی الفاظ میں طبرانی نے اپنی سند سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے، اس کے الفاظ میں: ”حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ.“ اللہ تعالیٰ نے جن بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی تعلق کا کچھ حصہ عطا فرمایا ہے ان کے لیے یہ کتنی بڑی بشارت اور تسلی کی بات ہے کہ خواہ وہ ہزاروں میل دور ہوں، ان کا صلوٰۃ و سلام آپ کو پہنچتا ہے۔

(معارف الحدیث)

عائشہ صدیقہ۔ کراچی

گھوڑوں کے پَر

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فداھا ابی وامی نے سب سے زیادہ کریم، مہربان، اخلاقِ حسنہ کے مجسم اور افضل الخلق کے گھر میں نئی زندگی کا آغاز کیا چونکہ یہ تمام ازواج میں کم عمر تھیں اس لئے ان سے لطف وکرم کا سلوک زیادہ ہوتا تھا...... ایک مرتبہ گھر کے دریچہ پر پردہ پڑا ہوا تھا جب ہوا چلی تو پردہ کا کونا کھل گیا جس سے ایک عجیب چیز نظر آئی دیکھا کہ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک گھوڑا ہے جس کے کاغذ یا کپڑے کے پر بھی ہیں.......... ہنس کر پوچھا:

”گھوڑے کے پر!“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کیا آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے متعلق نہیں سُنا (عوام میں مشہور ہے کہ پہلے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے، اسی بناء پر گھوڑوں کی دیکھ بھال میں ان کی نماز قضاء ہوگئی تھی، اس وجہ سے گھوڑوں کے پر کٹوا دیے تھے، اُس وقت سے پر جاتے رہے، نشان اب بھی باقی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس طرف اشارہ کیا)؟

رسول اللہ ﷺ اس بے ساختہ جواب سے بہت محظوظ ہوئے اور مسکرادیے۔

ستر بار استغفار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں دن میں ستر سے زاید مرتبہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“ [ریاض الصالحین]

پیا و سحر

عید کی حقیقی خوشی

عید سعید پھر آئی ہے۔ یہ خوشیوں سے دامن بھرنے کا دن ہے، رمضان کی عبادت کا صلہ ملنے کا دن ہے، روٹھے ہوؤں کو منانے کا دن ہے، بچھڑوں کو ملانے کا دن ہے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ اس موقع پر ہر سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو تازہ کرنے کا دل چاہتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں، وہ زمین پر آکر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جسے انسانوں اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، اعلان کرتے ہیں:

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔“

پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں:

”اس مزدور کی کیا اجرت ہونی چاہیے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو۔“

وہ عرض کرتے ہیں: ”اس کی اجرت یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔“

تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے فرشتو! گواہ رہو، میں نے رمضان کے روزوں اور نماز تراویح کے بدلے انہیں اپنی رضا اور مغفرت بخش دی۔“ پھر اللہ پاک بندوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

”اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت اور جلال کی قسم آج کے دن اس اجتماع میں تم مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو مانگو گے میں عطا کروں گا۔ اور دنیا کے بارے میں جو مانگو گے اس میں تمہاری مصلحت دیکھتے ہوئے عنایت کروں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے بے عزت اور رسوا نہیں کروں گا۔ بس اب تم بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔“

فرشتے بھی اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو عید الفطر کے دن ملتا ہے، مسرور ہوتے ہیں۔

﴿مشکوٰۃ، کنز العمال باب عید الفطر﴾

خواتینِ اسلام! عید کے دن کی اصل تیاری اللہ کی رضا مندی کا حصول ہے۔ کپڑے، زیور اور پکوانوں کی تیاری نہیں۔ وہ چیز اصل ہے، یہ ضمنی۔ وہ حاصل تو ان کا مزہ بھی دوبالا۔ وہ نہیں تو ان کی خوشی بھی پھیکی۔ اللہ کرے ہمیں عید کی حقیقی خوشی نصیب ہو یعنی اللہ کی رضا۔ ایک بندے اور بندی کے لیے آقا کی خوشی سے بڑا کیا انعام ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ماہ رمضان کے لمحات کو خوب وصول کر چکے ہیں، گناہوں سے سچی توبہ کر چکے ہیں، نیکیوں میں آگے بڑھنے کا شوق رکھتے ہیں اور آخرت کا معاملہ یہیں درست کرنے کے لیے فکر مند ہیں تو امید ہے ان شاء اللہ ہمیں جو خوشی مل رہی ہے وہ حقیقی خوشی ہے۔

عید کے دن اپنے آس پاس غریب ہمسایوں، رشتہ داروں، گھر کے ملازموں خادماؤں وغیرہ کا خاص خیال رکھیے۔ صدقۂ فطر کے علاوہ بھی ان سے جو تعاون ممکن ہو ضرور کریں۔ بعض اکابر کا معمول تھا کہ عید سے پہلے ایسے مستحقین میں نئے سوٹ تقسیم کیا کرتے تھے۔ بعض نقد رقم دیا کرتے تھے وہ بھی اتنی کہ ایک کنبے کی ٹھیک ٹھاک عید ہو جائے۔ اللہ ہمیں ایسے نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عید کے بعد بھی

بن کے اہلِ وفا عید کے بعد بھی
ڈھونڈیں رب کی رضا عید کے بعد بھی

بابِ رحمت ہے وا عید کے بعد بھی
ہاتھ اپنے اٹھا عید کے بعد بھی

اس کے گھر کو کریں بندے آباد پھر
منتظر ہے خدا عید کے بعد بھی

کامرانی جو چاہیں تو اپنائیں ہم
سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے بعد بھی

نارِ دوزخ سے خود کو بچا اس طرح
نورِ سنت سجا عید کے بعد بھی

نفس و شیطان کمزور ہو جائیں خود
زور ایسا لگا عید کے بعد بھی

لذتوں کا جو خالق ہے، خوش رکھ اسے
گر تو چاہے مزہ عید کے بعد بھی

رمضان المبارک میں رویا بہت
کچھ تو آنسو بہا عید کے بعد بھی

درحقیقت وہی اہلِ حق ہیں اثرؔ
ہیں جو حق پر فدا عید کے بعد بھی

اثر جونپوری

☆

باجی ریحانہ تبسم فاضلی صاحبہ کی طبیعت کافی خراب ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کا مسئلہ ہے، ان کی مکمل صحت یابی کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے (قاریات نوٹ فرمالیں کہ باجی کا فون پر مسائل سننے کا سلسلہ بھی ۵ شوال تک موقوف رہے گا)۔

خواتین کا اسلام کی ہر دلعزیز لکھاری محترمہ ساجدہ بتول کے والد محترم کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی مغفرت اور اہل خانہ کے صبر جمیل کے لیے بھی قاریات سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل

”خواتین کا اسلام“ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون اندرون ملک: 600 روپے، بیرون ملک: 3700 روپے

رمضان پیکیج اور عید کی خوشیاں

بنت سکندر، ایبٹ آباد

اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ کیف وسرور اس کے انگ انگ سے چھلکتا دکھائی دے رہا تھا اور کیوں نہ ہوتا، آخر اس کے پورے سال کی بچت جو رنگ لائی تھی۔ وہ نہال نہال تھی۔ آج اس کی بچیوں کی ننھی منھی خوشیاں جو پوری ہونے کو تھیں۔

پچھلے رمضان ہی میں ایمن نے تہیہ کر لیا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے، اگلے رمضان المبارک اور عید کی خوشیوں میں اپنی ننھی منھی بچیوں کا حق ضرور انہیں دلائے گی۔ سو ہر چیز سے ہاتھ کھینچ کھینچ کر آج پورے سال بعد رمضان سے پہلے اتنی رقم اس کے پاس جمع ہو گئی تھی کہ وہ ''اچھا سا'' رمضان پیکیج اور عید کی خوشیاں اپنی بچیوں میں بانٹ سکتی تھی۔

رمضان المبارک کا چاند نظر آنے میں ابھی دو دن باقی تھے کہ ایمن مسکراتی ہوئی سمیر کے سامنے آ بیٹھی۔ سمیر کچھ محتاط سا ہوا کہ آج پھر ایمن رمضان اور عید کی ضروریات کے بارے میں سوال کرے گی جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ وہ بہت دل آزردہ سا ہوا۔

''سمیر! آپ کو پتا ہے ناں کہ دو دن بعد ان شاء اللہ رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے۔''

''ہوں! ہاں پتا ہے......''

سمیر کی بے بسی محسوس کر کے ایمن کی آنکھیں بھر آئیں۔ پھر خود ہی بات شروع کی۔

''''در اصل میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ پچھلی مرتبہ بھی عائشہ، ہما اور تگین ہر افطاری میں منہ بسورتی اور شور مچاتی تھیں۔ عید کے کپڑے بھی ان کے نہیں بن سکے مگر پھر بھی ان ننھی سی جانوں نے بہت صبر کیا ہے۔''

ایمن تھوڑی دیر کو رکی کہ جذبوں کی شدت اسے لفظوں کی ادائیگی سے مانع ہو رہی تھی۔

''پھر میں نے پورے سال کی بچت سے یہ چند روپے جمع کیے ہیں، تاکہ میں اور آپ ان سے اپنے بچوں کی خوشیاں خرید سکیں۔''

اس نے اپنے آنچل کی گرہ کھولتے ہوئے چند روپے نکالے اور سمیر کی ہتھیلی میں تھما دیے۔ سمیر سے کچھ بولا نہ گیا۔ وہ کشمکش کی کیفیت میں تھا۔ وہ کبھی اپنی مٹھی میں دبے ہوئے ان چند سو روپوں کو دیکھتا تو کبھی ایمن کو......

''مجھے پتا ہے کہ آپ کی پاکیزہ کمائی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہماری بچیاں سال کی یہ دو عیدیں ہی خوشی سے گزار سکیں مگر میں اس پر شاکر ہوں۔'' وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولی:

''یہ تاج محل، یہ مخمل کے بچھونے، یہ زرق برق یہ سب کبھی میری خواہش نہیں رہے سمیر، ہاں! چاہیے تو بس اتنا کہ ان چھوٹی موٹی آزمائشوں کو اللہ رب العزت ہماری آخرت کی نجات کا سبب بنا دے۔ اس رب کے آگے سرخرو ہو جائیں، تو سب کچھ تو گویا پا ہی لیا ہے مگر بات ہے تو صرف بچیوں کی، وہ ابھی ان آزمائشوں کو نہیں سمجھتیں۔ بس آپ کل ہی ضروری راشن اور بچیوں کے کپڑے، جوتے لیتے آئیے گا تاکہ میں وقت پر ساری چیزیں تیار کر لوں۔''

وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی اور سمیر سوچ رہا تھا کہ نیک بیوی واقعی زندگی کا کتنا انمول تحفہ ہے کہ ہر بڑی سے بڑی مصیبت، پریشانی کو بھی اتنا چھوٹا کر دکھاتی ہے کہ انسان منٹوں میں نہال ہو جائے اور خود کو کسی چھوٹی سی سلطنت ومملکت کا بادشاہ تصور کرے۔ اس کے دل میں سکون اترتا چلا گیا۔

☆

''عائشہ، ہما، تگین بیٹا! کدھر ہو آپ......؟ ایمن، ایمن۔'' وہ باہر سے ہی آوازیں لگاتا ہوا داخل ہوا تو سب کی سب ایک آن میں ہی اکٹھی ہو گئیں۔

''دیکھو بھئی آج آپ کے بابا نے کتنی خریداری کی ہے، اب تو رمضان میں اور عید میں بھی بڑا مزا آئے گا، ہے ناں......!''

''جی بابا......!'' وہ ساری اس سے لپٹ گئیں۔ ایمن مسکراتے ہوئے چیزیں سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔

''آپ نے اتنے کم پیسوں میں اتنی زیادہ چیزیں کیسے خرید لیں؟'' بچیاں اپنی نئی نویلی گڑیوں سے کھیلنے میں مصروف ہوئیں تو ایمن نے سمیر سے پوچھا۔

''ہوں، بس رمضان پیکیج آیا ہوا تھا، جو جو چیزیں سستی تھیں وہیں اسٹور سے لے آیا ہوں اور بازار سے گزر رہا تھا تو سیل سیل کی آواز نے گویا جیسے میرے کانوں میں شکر گھول دی۔ میں بے اختیار وہاں چل دیا۔ دیکھا تو پچاس پچاس روپے میں سوٹ سیل

رضی اللہ تعالیٰ عنہا
جامعہ ام حبیبہ
(ملحق وفاق المدارس العربیہ پاکستان)
زیر انتظام: جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

اعلانِ داخلہ
1434-35ھ

تاریخ داخلہ
11 شوال تا 16 شوال 1434ھ
اوقات داخلہ ورابطہ
صبح 9 تا 1 بجے دوپہر

کوائف داخلہ
- کم از کم مڈل تک تعلیم
- داخلہ ٹیسٹ میں باضابطہ کامیابی
- والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی
- سابقہ وفاقی نتیجہ اور اسناد کی کاپی (خاصہ، عالیہ اور عالمیہ میں داخلے کی صورت میں)

ثانویہ عامہ — خاصہ — عالیہ — عالمیہ
میں غیر رہائشی محدود داخلے

نوٹ:
طالبات کی آمد ورفت بذمہ والدین ہوگی۔

خصوصیات
- بچیوں کی تعلیم وتربیت کا بہترین ادارہ۔
- گذشتہ سالوں کے بہترین وفاقی نتائج
- تجربہ کار اور ماہر معلمات
- باپردہ محفوظ تعلیمی وتربیتی ماحول

رابطہ نمبر:
(برائے مرد حضرات) 0322-3346616
(برائے خواتین) 0321-2000981

منجانب: مجلس علمی سوسائٹی احسن آباد کراچی

ہو رہے تھے، بچوں کے۔" وہ ہنسا۔

"اچھا!...... عجیب بات ہے، یہ اتنے پیارے پیارے گلوں والے سوٹ صرف پچاس روپے میں مل گئے۔"

"حیران تو میں بھی بہت ہوا ہوں، کھول کر دیکھنا چاہتا تھا مگر دکاندار نے منع کر دیا کہ یہ پیک کیے ہوئے سوٹ ہیں، آپ نے خریدنے ہیں تو خریدیں ورنہ دور سے سلام، مگر ہاں یاد رکھیے گا کہ یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔"

سمیر نے دکان دار کی بات من وعن اسی کے انداز میں سنائی تو ایمن بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم یہ سوٹ کھول کر دیکھ لو ناں! بچیوں کو بھی دکھا دو، سلائی خود ہی کر لینا۔"

"جی ٹھیک ہے مگر ذرا میں صبح کی سحری کی تیاری کر لوں، شاید صبح کو روزہ ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ آنکھیں موندے لیٹ گیا۔

☆

"اُف اللہ...... یہ کیا مسئلہ ہے، روٹی گھڑتی نہیں ہوں تو آٹا لٹکتا ہوا ٹرے میں جا لگتا ہے، شاید اچھی طرح گوندھ نہیں سکی۔"

وہ دو تین بار گوندھے ہوئے آٹے کو ہاتھ لگاتے ہوئے بڑبڑائی۔

"مگر گوندھا ہوا تو اچھا ہے۔"

وہ پریشان سی ہوئی، لیکن آئندہ کے کئی بار کے تجربے نے بتا دیا کہ یہ تو رمضان پیکیج کا کمال ہے۔ آخر آٹا یونہی تو نہیں سستا ہوا۔ لاکھوں لوگوں کو سستا اور عمدہ آٹا مہیا کر کے کیا حکومت نے دیوالیہ ہونا تھا۔ اس نے دکھ اور تاسف سے سر کو جھٹکا کہ اب تو سارا رمضان اسی پر ہی گزر کرنا ہے۔

"امی جان! افطاری میں پکوڑے بنائیں ناں، آج چھٹا روزہ ہے اور آپ نے ایک دفعہ بھی پکوڑے نہیں بنائے، سعدیہ کی مما تو روز بناتی ہیں۔"

"اوہو...... ! میری بیٹی کا پکوڑوں کا دل تھا تو پہلے کیوں نہیں بتایا، میں بنا دیتی۔"

ایمن اپنی شرمندگی چھپاتے ہوئے ہنسی۔ "اچھا چلو آج ایسا کرتے ہیں مل کر ڈھیر سارے پکوڑے بنائیں گے، خوش؟"

"جی مما...... لیکن ہم بھی ساتھ بنائیں گے۔" تگین سعادت مندی سے بولی۔

"اچھا جی سارے بناتے ہیں، عائشہ بیٹا یہ گھی تو تقریباً ختم ہی ہو گیا ہے، آپ کے بابا جو اس دفعہ لائے ہیں، الماری سے ایک پیکٹ نکال لاؤ۔" عائشہ نے اسے گھی کا پیکٹ تھمایا تو اس نے پیکٹ کا کونہ کاٹتے ہوئے گھی کڑاہی میں انڈیلا، مگر یہ کیا...... ! تیز گرم کڑاہی میں گھی کا لگنا تھا کہ تڑتڑ شروع ہوئی اور ایسی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے۔

'عائشہ، ہما بیٹا...... ! آپ نے تو پانی نہیں ڈالا اس میں؟؟

"نہیں مما جی! ہم تو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔"

ایمن یقین و بے یقینی کی کیفیت میں کبھی گھی کے پیکٹ کو چھو کر نمی محسوس کرنے کی کوشش کرتی تو کبھی عائشہ، ہما، تگین کے چہروں پر شرارت کریدتی مگر جواب ندارد۔ اس نے آنچ تیز کر دی اور خود بچیوں کو لے کر دور جا بیٹھی۔ نجانے کس خیال سے آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹی مالا کی طرح بہنے لگے۔ بچیاں بھی حیران، کبھی روتی ہوئی ماں کو اور کبھی تڑتڑاتے گھی کو دیکھ رہی تھیں جس کے چھینٹے کڑاہی سے باہر کو لپک رہے تھے۔

"امی جان! پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"جی بیٹا دراصل اس دفعہ "رمضان پیکیج" تھا ناں!" وہ پھیکی سی ہنسی ہنسی جسے ہما، عائشہ، تگین کے معصوم ذہن نہ سمجھ سکے۔ تین چار منٹ بعد یہ سلسلہ رکا تو تہائی گھی تو بھاپ کی صورت اُڑ چکا تھا۔ ایمن نے بے دردی سے گالوں پر پھسلتے ہوئے موتیوں کو رگڑا اور قوم و ملت کی ہدایت کی دعائیں مانگتے ہوئے پکوڑے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

پھر کچھ اسی قسم کے تجربے آئندہ کی مشقوں نے کروا دیے تھے کہ سوجی کا حلوہ بنایا تو دانتوں کے نیچے کرچ ہی کرچ...... سمجھ نہ آئی کہ سوجی کا حلوہ تھا یا ریت کا۔ چینی کو ڈبوں میں انڈیلنے لگی تو سارے ہاتھوں سے چینی چپک گئی۔ اسے عہدِ نبوی اور عہدِ خلافت یاد آیا۔ جہاں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات تھیں، کوئی ملاوٹ، خیانت جیسی بُری روش پر آتا تو فوراً "امر بالمعروف والنھی عن المنکر" کے حکم کا نفاذ کرتے ہوئے ان برائیوں کا قلع قمع کیا جاتا، مگر آج کون روکے اور کس کس کو روکے۔

☆

"امی جان! ہمارے کپڑے؟...... کب سلائی شروع کریں گی؟" عید کو چھ سات دن رہ گئے تو ہما کو کپڑوں کی فکر نے ستایا۔

"بس بیٹا آج تمہاری پڑوسن خالہ کا آخری سوٹ تھا، یہ مکمل کر لوں تو پھر کل سے تمہارے کپڑے شروع کروں گی، بہت پیاری پیاری فراک بناؤں گی، ٹھیک ہے ناں!" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

اور پھر اگلے دن جو اس نے سمیر کے لائے ہوئے سوٹ کھولنے شروع کیے تو ایک کے بعد ایک، سب کے ارمانوں کا خون کرتا چلا گیا۔ سمیر کے کانوں میں دکان دار کے جملے گردش کرنے لگے۔ اب سمیر کو سمجھ آئی کہ "پیکٹ کیے ہوئے سوٹ" اور محدود مدت آفر کیا تھی کہ ڈیکوریشن کے لیے خوبصورت گلے ظاہر کر کے اندر سارا ردی کپڑا لگایا گیا تھا۔ اب انہیں کون ڈھونڈتا، وہ تو عوام کو اُلّو بنا کر اپنا کاروبار چمکاتے چلتے بنے تھے۔ کتنے ہی لوگ ایسے تھے جنہوں نے اس "محدود آفر" کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بے تحاشا سوٹ خریدے تھے۔

ایمن سے تو کچھ بولا ہی نہ گیا۔ اسے دکھ اس پر نہ تھا کہ اس کی جمع پونجی لٹ گئی، دکھ تھا تو اس پر کہ اس

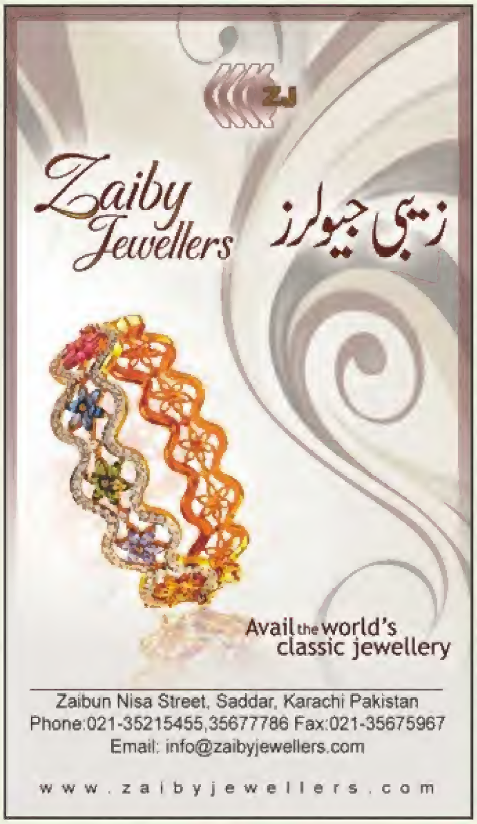

بار بھی اس کی بچیاں عید کی خوشیوں میں حصہ نہ لے سکیں گی۔ اسے بُری طرح بخار نے آلیا۔ چار دنوں بعد بخار کا زور ٹوٹا تو رات کے تین بج رہے تھے۔ ہما، عائشہ، نگین اس کے آس پاس ہی آڑھی ترچھی سوئی ہوئی تھیں اور سمیر پٹیاں پانی میں بھگو بھگو کر اس کی پیشانی پر لگا رہا تھا۔ اس نے پھر آنکھیں موند لیں۔ وہ سوچنے لگی کہ شکر ہے کہ اسے بخار نے آلیا، ورنہ وہ اپنی بچیوں سے کیونکر آنکھیں ملا پاتی۔

روزہ بند ہونے میں پانچ منٹ رہنے لگے تو سمیر اٹھا، دو تین گلاس پانی پیا اور روزہ کی نیت کر لی۔ ان دو تین دنوں میں بچیوں کی خاطر تو وہ کچھ نہ کچھ بنا لیتا تھا مگر اپنے لیے کسی چیز کو دل نہ چاہتا تھا۔

"مجھے بھی ایک گلاس پانی دے دیں۔" ایمن نے کہا تو اس نے ایمن کو بھی پانی دیا۔ ایمن نے پانی پیا اور روزے کی نیت کر لی۔

"تم روزہ رکھو گی اور وہ بھی بغیر سحری کا؟ تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں، ڈاکٹر نے آرام اور اچھی خوراک کا کہا ہے۔"

"جی مگر آج آخری روزہ ہے، پھر پتا نہیں نصیب میں ہو یا نہ ہوا اور کل تو یوں بھی عید ہے۔" وہ پختہ عزم سے بولی تو سمیر اسے دیکھتا رہ گیا۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر" کی پیاری صدا سے جب فضا معطر ہونے لگی تو ایمن کے دل میں ڈھیروں سکون اترتا چلا گیا۔ وہ چپ چاپ بہت توجہ سے اذان کے لفظوں کو سننے لگی، جیسے ایک انوکھا پیغام اس کی روح کو سرشار کر رہا ہو۔

اذان کے بعد اس نے اذان کا جواب دیا اور پھر پاس سوئی عائشہ کا سر سہلاتے ہوئے سوچنے لگی۔ "نگین، عائشہ، ہما کو اس دفعہ بھی من پسند افطاری نہ مل سکی۔ عید کے لیے نئے کپڑے ان کا مقدر نہ ہو سکے تو کیا میں انہیں مایوس کر دوں؟ کیا زندگی سے ان کا دل بُرا کر دوں؟ ایسی زندگی سے جو نجانے کتنے برس اور انہوں نے جینی ہے اور پھر ایسی زندگی جو خدا کی پیاری نعمت بھی ہو انہیں نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی، میں ہر حال میں انہیں مسکرانا سکھاؤں گی۔"

وہ عجیب سے جذبے سے سرشار اٹھی اور نماز کی تیاری میں لگ گئی۔ آج آخری روزہ تھا اور وہ اسے اپنے پچھلے سارے روزوں کا مداوا بنانا چاہتی تھی۔ ذکر واذکار، نماز، تلاوت میں سارا دن گزار کر اللہ پاک کی پیاری نعمتوں سے افطاری کی اور شکر ادا کیا۔

"عید کا چاند نظر آ گیا...... عید کا چاند نظر آ گیا۔"

ہر طرف شور سنائی دینے لگا۔ گہما گہمی شروع ہو گئی، مگر عائشہ، ہما و نگین ہونقوں کی طرح اپنی گڑیاں سینے سے لگائے کبھی ایک دوسرے کو تکنے کی کوشش کرتیں اور کبھی اماں ابا کا منہ تکتیں۔

ایمن مسکرائی، دل میں اپنی اور اپنے گھر کی استقامت کی دعائیں مانگیں اور انہیں اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ ان کی بلائیں لیں، چوما، ان کے ہاتھوں سے گڑیاں لے کر ایک طرف رکھیں اور ان کے ننھے منھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی:

"بیٹا کل عید ہے؟"

"جی امی!" سب ایک ساتھ ایسے بولیں جیسے شکایت کر رہی ہوں۔ وہ ہنسی۔

"اور میری بیٹیوں کے پاس عید کے کپڑے نہیں ہیں؟"

تینوں سسکیوں سے رونے لگیں تو ایمن بھی تڑپ اٹھی۔ اس نے انہیں سینے سے لگا لیا۔

"نہیں میری بچیو! نہیں تمہارے پاس تو بہت کچھ ہے، کیا ہوا جو نئے کپڑے، جوتے، جیولری، پرس نہیں یہ سب تو نہیں مگر آخرت کے خزانے تو ہیں ناں۔ یہ چھت، یہ چار دیواری، میں اور آپ کے بابا تو ہیں ناں! جو آپ سے بے حد بے حساب محبت کرتے ہیں۔ بیٹا کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں یہ سب بھی میسر نہیں، مگر پھر بھی وہ سر اٹھا کر جیتے ہیں، اپنے رب کی نعمتوں سے مایوس نہیں ہوتے اور کچھ تو ایسے ہوتے ہیں بیٹا جنہیں یہ دنیا تو کچھ لگتی ہی نہیں۔ دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے مگر وہ اس سے دوڑتے ہیں، دور رہتے ہیں، یہ بڑے اللہ والے ہوتے ہیں بیٹا، بڑے اللہ والے کہ جن کے آگے یہ دنیا، اس کی متاع سب ہیچ ہوتے ہیں۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے جیتے اور مرتے ہیں۔ میری بچیو! آپ کے بابا چاہیں تو آپ کو سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں مگر اس کے لیے انہیں غلط راہوں پر چلنا ہوگا، دوسروں کا حق چھیننا ہوگا۔ اللہ پاک کی ناراضی مول لینا ہوگی اور جہنم میں اپنا ٹھکانا بنانا ہوگا اور پھر مجھے اور تمہیں بھی بس تھوڑی سی دنیا ہی ملے گی۔ آخرت کی نعمتوں سے، جنت کے بالاخانوں سے پھر میں اور تم بھی محروم رہ جائیں گے۔ اللہ والے تو اللہ کو پالیں گے مگر ہم اس سے بہت دور ہو جائیں گے۔ بہت دور، کیا تم ایسا چاہو گی؟ ہاں بیٹا! کیا یہ سب گوارا کر لو گی؟" وہ تینوں بچیوں کو سینے سے لگائے ایک جذب کے عالم میں کہے جا رہی تھی۔

"نہیں امی جی نہیں، ہمیں تو بس اللہ چاہیے اور بس، ہم سب جنت کی بہت ساری چیزیں لیں گے، جس میں کوئی ملاوٹ بھی نہ ہوگی۔" عائشہ بولی۔

"ہاں اور مما وہاں تو پھر روز ہی عید ہوا کرے گی، پھر ایسی عید کا کیا فائدہ جو اتنے سارے دنوں بعد آئے۔"

ہما نے منہ بسورتے ہاتھ پھیلاتے ہوئے "اِتنے" کو اتنا لمبا کیا تو ایمن کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔

"ہاں پھر آپ کو یہ سلائیاں بھی نہیں کرنا پڑیں گی اور بابا بھی اتنی محنت مشقت سے بچ جائیں گے۔"

"ہاں ہم سب ایک دوسرے کے قریب بہت قریب رہا کریں گے، ان شاء اللہ!"

"ان شاء اللہ!" یہ سمیر تھا جو نجانے کب وہاں آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ بے اختیار سب کی زبانوں سے ان شاء اللہ نکلا۔

لوگ عید کی فکروں میں ہلکان ہوئے جا رہے تھے۔ کہیں دعوتوں کے انتظام سے فرصت نہیں تھی تو کہیں ابھی تک عید کی شاپنگ ہی ادھوری تھی اور کہیں بچے سب کچھ پورا ہوتے ہوئے بھی عیدی عیدی کی رٹ لگائے کبھی ایک کے پیچھے دوڑتے تو کبھی دوسرے کے۔ جبکہ اس چھوٹی سی فیملی کے پاس لگتا تھا کہ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ ہے۔ ایمن اور سمیر بچوں سمیت سب رشتہ داروں سے ملنے گئے مگر ان کے چہروں پر اس قدر سکون واطمینان تھا کہ کسی کو یہ تک پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی کہ تم لوگوں نے کپڑے کیوں نہیں لیے۔

پھر یہ عید ان کے لیے بہت انمول یادگار ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اللہ پاک نے کشادگی بھی عطا کی۔ انہوں نے اللہ پاک کی بے شمار نعمتوں کو پایا اور شکر ادا کیا مگر ہمیشہ ہر عید انہیں اس عید کی ضرور یاد دلاتی رہی

چاند عید کا

اہلیہ ابراہیم صدیقی

”رمیصاء! دیکھو یہ جو خواتین آئی ہیں مجھے تو لگتا ہے تمہارے لیے آئی ہیں، کیسے گھور گھور کر سر سے پیر تک دیکھ رہی ہیں۔ آخر کو ہماری خالہ جانی برسوں بعد اپنے وطن واپس آئی ہیں اور وہ بھی ایک عدد حسین صاحب زادی کے ساتھ۔ سچ رمیصاء مجھے تو یہ تمہاری ساس لگ رہی ہیں۔“ اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے شرارت سے کہا۔

”نہ بھئی مجھے تو نہیں پسند، یہ خاتون چہرے سے ہی بہت تیز لگ رہی ہیں۔“ رمیصاء نے بے ساختہ کہا۔

”کیا زمانہ آ گیا ہے۔ حیا شرم ہی ختم ہوگئی لو بھلا اب ساسیں بھی پسند کی جائیں گی۔ توبہ توبہ......“ اس نے خالص بڑی بوڑھیوں والے انداز میں کہا۔

”میری دادی اماں! میں توبہ کرتی ہوں جو آیندہ کسی ساس کو پسند یا ناپسند کیا ہو۔“ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

☆

گھر کی خواتین میں کھسر پسر شروع ہوئی۔ لڑکیوں نے اپنی جاسوس ٹیم کو حرکت میں آنے کا سگنل دیا، دونوں چھوٹی بہنیں کچھ رکھنے کچھ اٹھانے کے بہانے کمرے میں سن گن لے کر آئیں۔ پتا چلا یہ خواتین خالہ کی بیٹی فرح کے رشتے کے لیے آئی تھیں، مگر جب خالو نے منع کیا تو صلاح ومشورہ کے بعد انہوں نے رمیصاء کے رشتے کی بات کی۔ اور یوں مذاق میں کہی گئی ایک بات سچ نظر آنے لگی۔

مہمانوں کی آمد ورفت، مٹھائیاں، چہروں پر خوشیاں جلد ہی کچھ نہ کچھ ہونے کا اشارہ دے رہے تھے۔

☆

رمیصاء کا چھوٹا بھائی احمر بے حد خوش مزاج، محبت کرنے والا اور ہنسنے ہنسانے والا تھا۔ اس کی وجہ سے گھر بھر میں رونق لگی رہتی تھی۔ گو دونوں کی عمروں میں زیادہ فرق نہیں تھا لیکن وہ رمیصاء کو اپیا کہتا اور بہت محبت کرتا تھا۔ اب جو رمیصاء کی شادی کی بات چلی تو وہ پریشان ہوگیا۔ اسے اور تو کچھ نہیں سوجھا، رمیصاء کے پاس چلا آیا۔

”سنیں اپیا! آپ شادی سے انکار کر دو۔“

”کیا؟“ رمیصاء گڑبڑا گئی۔

”پتا ہے اپیا! وہ جو صاحب ہیں نا، آپ کے ہونے والے دلہا، وہ جب چلتے ہیں تو پیر رکھتے کہیں ہیں، پڑتا کہیں ہے، موصوف لنگڑا کر چلتے ہیں۔“

اس نے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر لنگڑا کر چلنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بتایا اور رمیصاء کا چہرہ فق ہوگیا۔

”اور ہاں ایک اور خبر، وہ دیکھتے ہیں تو دیکھ کہیں رہے ہوتے ہیں، نظریں کہیں اور جا پہنچتی ہیں، ہر شخص اس غلط فہمی میں مبتلا کہ ہم سے مخاطب ہیں۔ موصوف ذرا بھینگے بھی ہیں، میری مانیں تو فوراً انکار کر دیں۔“

اب یہ احمر کی شامت ہی تھی کہ نانی اماں اسی وقت کمرے کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔ ان کے کان میں آخری جملہ پڑ گیا۔ ”کیا کہہ رہا ہے یہ لونڈیا؟“

انہوں نے رمیصاء سے پوچھا اس نے برستی آنکھوں سے پوری بات بتادی۔

اب نانی نے چپل جو اتاری تو احمر وہاں سے بھاگنے لگا۔ کیوں کہ نانی اماں کی چپل کا نشانہ اتنا ٹھیک پڑتا تھا کہ سارے گھر میں مشہور تھا۔ اسی لیے بھاگتے بھاگتے بھی احمر کی کمر پر ایک زوردار چپل پڑی تھی اور وہ اوئی کہہ کر رہ گیا تھا۔

”اتنا بڑا ہوگیا مگر حرکتوں سے باز نہیں آتا، غضب خدا کا دیکھو تو سہی کیسے بچی کو ڈرا رہا تھا۔“ امی ہنگامہ سن کر کمرے میں آ گئی تھیں، چھوٹی خالہ بھی آ گئی تھیں۔

”ارے میری بچی! ہم کوئی تمہارے دشمن تھوڑی ہیں۔ اتنا اچھا پڑھا لکھا لڑکا ہے، کالج میں پڑھاتا ہے، خاندان کے جولڑکے اس کالج میں پڑھتے ہیں، سب تعریف کر رہے ہیں اور خوشی کا اظہار کر رہے ہیں، مگر یہ احمر جلا بھنا جا رہا ہے کہ اتنی جلدی شادی ہو جائے گی، بہن چلی جائے گی، اسی لیے تم کو ورغلا رہا ہے اور تم نے اس کی باتوں پر یقین بھی کر لیا۔“

امی نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے گلے سے لگا لیا اور خود رونے بیٹھ گئیں۔

ماحول سوگوار ہوگیا تھا کہ احمر پھر کہیں سے آن ٹپکا اور ہاتھ نچاتے ہوئے بولا:

”جاری بہنا جا تو اپنے گھر جا......ہم کوئی ظالم سماج ہیں جو تجھے روکیں۔“

سب مسکرا دیے کہ اس کے دم سے ہی اداس چہروں پر رونقیں آجاتی تھیں۔

☆

وہ جو ابھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئی تھی کہ یہ افتاد آن پڑی اور وہ سوچنے لگی۔ مجھ سے کسی نے اخلاقاً بھی نہ پوچھا۔ اس کے معصوم ذہن میں صرف ایک خواہش تھی کہ بندہ دیکھنے میں بہت اچھا نہ لگے تو برا بھی نہ لگے۔

☆

”اپیا! آپ کے دلہا میاں آئے ہیں۔“ وہ کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی کہ یہ ضرور کوئی شرارت کرے گا، جیسے ہی خواتین کمرے سے نکلیں، اسے گپیں مارنے کا موقع مل گیا۔

”سنیں دلہا بھائی! آج آپ اپیا کو دیکھ ہی لیں، نکاح ہو چکا ہے، پھر بھی آپ نے نہیں دیکھا۔“

”بخشو بھئی مجھے معلوم ہے تم ضرور کوئی شرارت کروگے۔“ اتنے دنوں سے انہیں احمر کے بارے میں بخوبی معلوم ہو چکا تھا۔

”ارے اب ایسا بھی کیا شرمانا، ایک نظر تو نکاح سے پہلے بھی دیکھا جا سکتا ہے، اور اب تو آپ کا نکاح ہو چکا ہے، وہ سامنے کچن میں دیکھیں، میں پردہ ہٹادوں گا، آپ دیکھ لیجیے گا تاکہ دل مطمئن رہے۔“

”ارے بابا میرا دل مطمئن ہے۔“ اس نے ٹالتے ہوئے کہا۔

”ارے بھائی سمجھا کریں نا! ہماری اپیا بھی تو آپ کو دیکھنا چاہتی ہیں، پتا نہیں کس نے ان کے کان بھرے ہیں کہ دلہا بہت بدشکل ہے۔“ وہ ہنستے ہوئے بولا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔“ وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے کھڑکی کے پاس بیٹھ گئے۔ احمر نے پردہ ہٹایا تو سامنے بوڑھی ماسی کام میں مصروف تھی، وہ کھسیا گئے۔

”بہت شریر ہو بھئی، مجھے بھی الو بنا دیا۔“

”بنا کیا دیا آپ تو......“ وہ ہنستے ہوئے بھاگ گیا۔

☆

عید کا چاند نظر آ گیا تھا، ہر طرف رونق تھی۔ سب عید کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ احمر کی رگِ شرارت پھڑک اٹھی۔

”دیکھیں امی! لگتا ہے کہ اس عید کی سب سے زیادہ خوشی اپیا کو ہے۔ بقول شاعر ؎

کیسی خوشی لے کے آیا چاند عید کا
مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا

رمیصاء کا چہرہ شرم سے سرخ ہوگیا۔ اس نے چپل اٹھائی اور احمر کو دے ماری اور وہ ”اوئی اللہ“ کا نعرہ مارتا ہوا غائب ہوگیا۔ سب ہنس پڑے اور یہ معصوم نوک جھونک دیکھ کر آسمان پر چاند بھی مسکرا اٹھا۔

میرے بچپن کی عید

ناہید جعفر

عید کا چاند دیکھ کر میں یادوں میں کھو جاتی ہوں اور سوچتی ہوں کہ آج سے 35 سال پہلے ہمارے بچپن میں عید کتنی سادہ اور پرسکون ہوا کرتی تھی۔ اے کاش! کسی بھی مول وہ امن وسکون کی دولت ہمارے بچوں کو بھی نصیب ہو جائے۔

جب ہم چھوٹے تھے تو ریڈی میڈ کپڑے عام نہیں ملا کرتے تھے اور آج کل کی طرح بے تحاشا کپڑے بنانے کی دوڑ بھی نہیں تھی، بس عید کے عید ہی اچھے کپڑے اور جوتے لیے جاتے تھے۔

ہماری امی (اللہ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے) حسین ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد سلیقہ مند بھی تھیں۔ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی ہم پانچوں بہنوں کے عید کے لیے شگھائی اور مخمل کے جوڑے خوب گوٹے کناری سے سجا کر سی لیا کرتیں۔ اور ہمیں ساتھ لے جا کر چوڑیاں، ہار، مہندی، پرس وغیرہ دلوا دیتیں تاکہ رمضان میں سکون سے عبادت کرسکیں اور بازار کے جھنجھٹ سے جان چھوٹی رہے۔ ابو ہم سب بہن بھائیوں کو جوتے دلانے لے جاتے ہم پورا سال اونچی ایڑی والی جوتی کے خواب دیکھا کرتے مگر جب جوتا خریدنے لگتے تو ابو ہمیں ایڑی والی جوتی لینے ہی نہ دیتے کہ اس سے ٹھک ٹھک کرکے چلنا مشکل ہو جائے گا۔ ہم دل پہ پتھر رکھ کر بغیر ایڑی والے سینڈل لے کر گھر آجاتے۔ سب چیزیں ٹرنک میں سنبھال کر رکھ دی جاتیں اور رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو جاتا۔ ہم آٹھ بہن بھائی تھے۔ جس بچے کا روزہ ہوتا، اسے افطار کے وقت بڑوں کے ساتھ دستر خوان پر بٹھاتے اور ہم کھوجے مار بچوں کو پلنگ پر بٹھا دیا جاتا۔ ہم لوگ اوپر سے افطاری کی چیزوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہتے، جب روزہ دار کھا چکتے تو بچی ہوئی چیزیں ہمیں ملا کرتیں، ہم آج کل کے بچوں کی طرح نہیں تھے کہ پہلے اچھی طرح اپنی پلیٹیں بھر لیں اور بڑے بعد میں لیں۔ بڑوں کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ آخری روزے کو بڑی خواہش ہوتی کہ ہم بھی روزہ رکھ لیں تاکہ دستر خوان پر عزت کا مقام حاصل ہو سکے مگر چھوٹے ہونے کی وجہ سے امی روزہ رکھنے نہیں دیتیں تھیں، خیر اسی بے عزتی کے ساتھ آخری روزہ بھی گزر جاتا اور رات کو مسجد سے عید کا چاند نظر آنے کا اعلان کیا جاتا، جب تک رویت ہلال کمیٹی کا وجود نہیں تھا، چاند نظر آنے پر بڑے اختلافات ہوتے تھے (اب اونچے پیمانے پر اختلافات ہوتے ہیں) کسی مسجد سے چاند نظر آنے اور کسی سے چاند نظر نہ آنے کا اعلان ہوتا۔ جب زیادہ اطلاعات چاند نظر آنے کی ملتیں تو سب ایک دوسرے کو چاند کی مبارک باد دیتے۔

ہم اپنا عید کا جوڑا اور باقی سب چیزیں ٹرنک سے نکال کر پلنگ پر سجا دیتے اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوا کرتے۔ امی سب سے پہلے کٹورا بھر کر مہندی گھول کر رکھ دیتیں۔ پھر صبح کے لیے سب کے کپڑے استری کرنے، میوہ کاٹنے اور شامی کبابوں کا قیمہ سل پر پیسنے میں مصروف ہو جاتیں (فریج تو تھے نہیں جو پہلے سے بنا کر رکھ دیے جاتے) اور ساتھ ساتھ آیتوں کا ورد بھی جاری رکھتیں۔ چوں کہ چاند رات انعام کی رات ہوتی ہے، اس لیے لوگ دنیا کے کاموں میں مصروف ہو کر بھی اللہ اللہ کرتے رہتے تھے۔ آج کل کی طرح ٹی وی کیبل میں مشغول ہو کر اور بازاروں میں گھوم پھر کر یہ رات ضائع کرنے کا رجحان بالکل نہیں تھا۔

امی کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا تھا کہ ہم پانچوں بہنوں کو مہندی لگا سکیں۔ اس لیے ہم اپنے پڑوس میں رہنے والی عائشہ باجی کے گھر پہنچ جاتے، وہ خود اکلوتی تھیں اور ہمیں بہنوں کی طرح پیار کرتی تھیں۔ اس زمانے میں کون مہندی تو تھی نہیں، وہ ہم سب کو "مٹھی بند والی" مہندی لگاتیں اور ان کی امی ہمارے ہاتھوں پر کپڑا اچڑھا کر باندھ دیتیں تاکہ ہم سوتے ہوئے اپنے منہ پر مہندی نہ تھوپ سکیں۔

مہندی لگوا کر گھر آتے اور عید کی تمام چیزیں اپنے سرہانے رکھ کر لیٹ جاتے، مگر بے چینی سے کروٹیں بدلتے رہتے کہ یا اللہ کب صبح ہوگی اور ہم نئے کپڑے پہنیں گے۔ نہ جانے کب آنکھ لگتی اور صبح کانوں میں پڑنے والی پہلی اذان سے ہم جاگ اٹھتے۔ گھر میں بڑا پیارا سماں ہوتا۔ سب نماز کی تیاری میں لگے ہوتے، ابو اور تینوں بھائی نئے کپڑے پہن کر عطر لگاتے۔ ہم سب سے پہلے مندی مندی آنکھوں سے اپنی مہندی دیکھتے اور دوسری بہنوں سے موازنہ کرتے کہ کس کی مہندی کا رنگ زیادہ اچھا رچا ہے، پھر کپڑے بدل کر بال بنوانے کے لیے ایک مرتبہ پھر عائشہ باجی کے گھر کا رخ کرتے۔ وہ ہماری دو پونی بناتیں جو کہ ہمارے لیے بڑا جدید ہیر اسٹائل ہوتا تھا۔ سرمہ، پاؤڈر لگا کر گالوں پر ایک تل بھی لگا دیا کرتیں، پھر ہماری خوب تعریفیں کرتیں تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ ہم بہت اچھے لگ رہے ہیں۔

تیار ہو کر جب گھر پہنچتے تو عید کی سب سے خاص ڈش ہماری منتظر ہوتی جسے "شکرانہ" کہتے ہیں اور یہ ابلی ہوئی سویاں، پسی ہوئی چینی، دیسی گھی اور ڈھیر سارا میوہ ڈال کر بنایا جاتا۔ تازہ قلعی شدہ بڑی سی گول "سینی" (ٹرے) کو دستر خوان پر رکھ دیا جاتا اور سب گھر والے اس میں سے کھاتے۔ مہندی لگے ہاتھوں سے شکرانہ کھانا ہمیں بہت اچھا لگتا کیوں کہ اس میں ہماری تازی تازی مہندی کی مہک بھی شامل ہو جاتی تھی۔ اتنے میں تایا اپنے بچوں کو لے کر پہنچ جاتے اور ہم سب لوگ جلوس کی صورت میں عید گاہ کی طرف چل پڑتے۔ آج کل کی طرح پولیس کے پہرے میں نہیں بلکہ بے خوف وخطر کھلے میدانوں میں عید کی نماز ادا کی جاتی تھی۔ نماز کے بعد سب لوگ گلے ملتے اور ہم بچوں کے رنگ برنگے کپڑے دیکھنے میں کھو جاتے۔ وہاں گیس کے غبارے والا کھڑا ہوتا، ان دنوں گیس کا غبارہ شاذ ونادر ملا کرتا تھا اور ہمیں بہت پسند تھا۔ ابو غبارہ دلا کر اس کی ڈوری ہماری چوڑیوں میں باندھ دیا کرتے مبادا غبارہ اڑ نہ جائے مگر ہمیں تو شوق تھا کہ اس غبارے کی ڈور کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر پتنگ کی طرح اڑائیں۔ گھر پہنچ کر ہم ابو سے ضد کرتے کہ یہ ڈوری کھول کر ہمارے ہاتھ میں دے دیں۔ ابو ہماری ضد مان لیتے اور ہم ٹھہرے ایک نمبر کے لاابالی، چند منٹ بعد ہی وہ غبارہ ہمارے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا کی وسعتوں میں کھو جاتا اور ہم ہاتھ ملتے رہ جاتے۔ پھر اپنی حرکت پر پچھتاتے اور آئندہ ضد نہ کرنے کا عہد کرتے۔ اب ہم رمضان بھر مانگی گئی اپنی دعاؤں کا اثر دیکھنے کے لیے آئینے کی طرف بڑھتے۔ دراصل ہماری آنکھیں "بلی" تھیں اور ہمیں سخت زہر لگتی تھیں۔ ہم جب دوسروں کی کالی آنکھیں دیکھتے تو اپنی آنکھوں کا رنگ بڑا عجیب سا لگتا اور احساسِ کمتری محسوس ہوتا۔ سارے رمضان خوب سلائی بھر بھر کر سرمہ لگاتے اور افطار کے وقت دعا کرتے کہ یا اللہ! عید تک ہماری آنکھیں بھی سب کے جیسی کر دے، مگر آئینہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوتی کہ رنگ میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، پھر سوچتے کہ روزے تو ہم رکھتے نہیں، دعا کیسے قبول ہوتی، چلو اگلے رمضان کے روزے رکھ کر پھر دعا مانگیں گے...... آج بھی اپنی اس بے وقوفی پر ہنسی آتی ہے۔ اس دور کے بچے اتنے سادہ ہوتے تھے یا شاید ہم ہی زیادہ بے وقوف تھے۔

ابو نئے نوٹوں کی گڈی نکال کر لے آتے اور سب بچوں کو عیدی دیتے۔ سب کو ایک روپے کا کرارا نوٹ ملتا۔ پورا سال ہمیں ایک روپے کا سالم نوٹ نہیں ملتا تھا۔ 5 یا 10 پیسے اسکول جاتے ہوئے ملا کرتے تھے۔ اس لیے نوٹ پا کر ہم خوشی سے پھول

جاتے۔ پھر شیر خرمے کا دور چلتا۔ عید کے شیر خرمہ میں کوئی خاص ہی لذت ہوتی، جو عام دنوں میں کبھی محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ان دنوں محلے میں شیر خرما بانٹنے کا بڑا رواج تھا۔ امی ہمارے ہاتھ کئی گھروں میں شیر خرما بھجوایا کرتیں، کسی کسی گھر سے ہمیں عیدی بھی مل جاتی۔

ابو کے ساتھ ہم اپنے تایا کے گھر عید ملنے جاتے اور تایا سے عیدی وصول کرتے۔ وہی ایک روپے کا نوٹ، تائی جو کہ ہماری خالہ بھی تھیں، چنوں کی چاٹ اور شیر خرمہ سے ہماری تواضع کرتیں۔ اس زمانے میں اتنی سادی سی خاطر مدارت ہوا کرتی تھی۔ آج کل تو جب تک کئی طرح کی فرائیڈ آئیٹم اور مہنگی ترین بیکری کے سامان سے ٹیبل نہ بھر دو، مہمان خوش ہی نہیں ہوتے۔ اس کے بعد ہم اپنے چچا کے گھر جاتے، چچا چچی سے ہمیں خاص انسیت تھی۔ ان کی بیٹیاں ہماری ہم عمر تھیں، اس لیے وہاں ہمیں بہت مزہ آتا۔ چچا سے عیدی ملتی اور چچی ہمارے سامنے پلیٹ بھر کر مٹھائی پیش کرتیں، رنگ برنگی مٹھائی دیکھ کر ہمارے منہ میں پانی بھر جاتا۔ ان دنوں آج کل کی طرح ہر وقت مٹھائی کھانے کھلانے کا رواج نہیں تھا۔ خاص خاص مواقع پر ہی ملا کرتی تھی۔ ایک گلاب جامن کھا کر ہم دوسری کی طرف ہاتھ بڑھانے کا سوچتے تو ابو ہمیں آنکھوں ہی آنکھوں میں منع کر دیتے اور ہم وہیں رک جاتے۔ ہمارے زمانے میں بچے ماں باپ کی آنکھوں کے اشارے پر چلتے تھے اور اب ماں باپ کو بچوں کے اشارے پر چلنا پڑتا ہے۔ کچھ دیر وہاں گزار کر ہم چچا کی بیٹیوں کو بھی اپنے ساتھ لیتے۔ قریب رہنے والی سہیلیوں کو بلاتے اور گلیوں میں نکل پڑتے، جہاں عید کی اصل رونقیں نظر آتی تھیں اور ہماری عید "عید" ہو جایا کرتی تھی۔ کریانے کی چھوٹی چھوٹی دکانیں کھانے پینے کی چیزوں سے خوب سجی ہوتیں۔ آلو چھولوں کی چاٹ، پیسٹریاں، نمک، دال سویاں اور ایک ٹب میں برف ڈال کر کوکا کولا کی بوتلیں رکھی ہوتیں۔ ایک طرف ہنڈولے اور گول گول گھومنے والے جھولے لگے ہوتے۔ غباروں والے اپنے ڈنڈوں پر ڈھیروں غبارے اور چھوٹے چھوٹے کھلونے لگائے ہوئے ہوتے۔

اس دن ہمارا ننھا سا پرس نوٹوں سے بھرا ہوا ہوتا، پورے سات روپے جمع ہو چکے ہوتے تھے...... سارا سال ہمیں اتنے سارے روپے اکٹھے نہیں ملا کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چار آنے یا آٹھ آنے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اتنے سارے نوٹ دیکھ کر ہم اپنے آپ کو دنیا کا امیر ترین آدمی تصور کرتے اور لگ جاتے انہیں لٹانے میں۔ خوب جی بھر کر عیاشی کرتے۔ بار بار دونوں جھولوں میں بیٹھتے۔ الا بلا ٹھونستے اور غبارے والے سے گتے کے بنے ہوئے چشمے خرید کر لگا لیتے، جن پر شیشوں کی جگہ لال یا پیلی پنی (چمک دار کاغذ) لگی ہوئی ہوتی تھی اور انہیں لگا کر پوری دنیا لال یا پیلی نظر آنا شروع ہو جاتی اور ہم شاید "چغد" لگتے تھے جو ہر قریب سے گزرنے والا آدمی ہمیں دیکھ کر ہنسنا شروع ہو جاتا۔ خیر تھوڑی دیر میں وہ چشمے ٹوٹ پھوٹ جاتے اور ہمیں دنیا پھر صاف دکھنا شروع ہو جاتی۔

دوپہر کو ہم گھر جاتے اور پلاؤ کباب کھاتے۔ کھانے کے بعد پھر ان گلیوں میں نکل جاتے اور باقی وقت بھی عیاشی میں گزار کر شام ڈھلے گھر میں گھستے۔ آج میری چھوٹی بیٹی عید کا سارا دن گھر میں بند رہ کر گزارتی ہے۔ اسے گلی کے نکڑ والی دکان پر جانے کی بھی اجازت نہیں اور ہم کتنی بے فکری سے گلیوں کی خاک چھانا کرتے تھے۔

نہ کوئی ڈر تھا نہ خوف۔ ہمارے بچپن میں بچے بھی اغوا نہیں ہوا کرتے تھے اور ہمارے بچوں کے بچپن میں بڑے بھی اغوا ہو جاتے ہیں۔ شام کو امی ہم سے عیدی کا حساب لیتیں تو حاتم طائی بن کر پورے پانچ روپے لٹانے پر خوب ڈانٹ پڑتی۔ عیدی کے باقی دو روپے ہم ابو کے پاس جمع کرا دیتے کیوں کہ سب بچے اپنی عیدی ابو کو دیتے تھے تاکہ اگلے دن عید میلے میں جا سکیں۔ عید میلے میں ہماری جان ہوا کرتی تھی۔ دوسرے دن صبح تانگے میں بیٹھ کر ہم میلے میں پہنچ جاتے۔ اندر پہنچ کر ہمیں ایسا لگتا جیسے ہم نے خوابوں کی دنیا میں قدم رکھ دیا ہو۔ ان دنوں پارکوں میں جانے کا اتنا رجحان نہیں تھا۔ یہ میلہ اپنے اندر بڑی موج مستی سمیٹے ہوئے ہوتا تھا۔ بجلی سے چلنے والے جھولے لگے ہوتے۔ جگہ جگہ کھانے پینے کی چیزوں کے اسٹال اور ریڑھیاں، سرکس، موت کا کنواں، کھلونوں کی دکانیں اور تتلیوں کی طرح اڑتے بچے...... اس دن پورے سال کے برعکس ابو ہماری ہر فرمائش پوری کرتے، ورنہ تو وہ اس مقولے پر سختی سے کاربند رہتے تھے کہ "اولاد کو کھلاؤ سونے کا نوالہ اور دیکھو شیر کی نگاہ سے" سارے جھولوں میں دو دو دفعہ بٹھاتے۔ ہر ریڑھی سے چیزیں کھلاتے، گول گپے، میٹھی روئی (کینڈی فلاسک)، طرح طرح کی چاٹیں، گنے کا رس اور نہ جانے کیا کیا...... سرکس دکھاتے، جس میں عورت کے چہرے اور بکری کے دھڑ والی عجیب و غریب سی مخلوق بھی دکھائی جاتی تھی، بڑے بچوں کو موت کا کنواں دکھایا جاتا مگر ہمیں یہ کہہ کر نہ دیکھنے دیتے کہ تم چھوٹی ہو، دیکھ کر ڈر جاؤ گی۔ سب بچے موت کا کنواں دیکھنے اوپر چڑھ جاتے اور ہم نیچے کھڑے سوچتے کہ ضرور اس میں کوئی مردہ موٹر سائیکل چلاتا ہوگا، جو اس کا نام موت کا کنواں ہے۔ آخر میں کھلونوں کے اسٹال سے ہمیں اپنی پسند کا ایک ایک کھلونا دلاتے۔ اس وقت پلاسٹک کی یہ خوب صورت گڑیاں عام نہیں تھیں بلکہ گھر میں کپڑے کی گڑیاں بنا کر بچوں کو دی جاتی تھیں۔ کپڑے کی گڑیاں تو ہمارے پاس ڈھیروں تھیں، اس لیے ہم ایک پیکٹ میں بند چھوٹے چھوٹے سلور کے برتن، توا، چمٹا، دیگچی، چولہا وغیرہ خریدتے اور برتنوں کا پیکٹ سینے سے لگائے ہزاروں خوب صورت یادیں سمیٹے واپسی کے لیے تانگے پر سوار ہو جاتے۔ رات کو خالہ کے گھر ہماری دعوت ہوتی تھی اس لیے سیدھے ان کے گھر پہنچتے۔ کھانے میں پلاؤ اور شیر خرمہ ہوتا۔ تیسرے دن ہمارے گھر خالہ وغیرہ کی دعوت ہوتی اور ہماری امی صرف مرغی کا سالن اور کسٹرڈ پکاتیں۔ اس کے ساتھ ہی عید ختم ہو جاتی۔ ہم شدت سے خواہش کرتے کہ اے کاش ہمارے ڈھیر سارے رشتہ دار پنڈی میں رہتے ہوتے اور ہم سب کے گھروں میں جاتے تو کتنا مزہ آتا۔ اب ہمارے درجنوں رشتے داروں کے گھر پنڈی میں ہیں مگر وہ محبتیں ندارد ہیں، ان کی جگہ نفرتوں نے لے لی ہے۔ قطع رحمی عام ہے، کسی کے گھر جانا محال ہے...... آج بھی دل چاہتا ہے، کسی طرح وہ بے فکری اور عید میلے اور گلیوں کی سیر گشت والی عید ہمارے بچوں کو میسر آ جائے، ایسا ہونا تو ناممکن ہے مگر دل سے دعا نکلتی ہے کہ ہمارے پیارے وطن میں پھر سے وہی امن و امان قائم ہو جائے۔ ہمارے بچوں کو ہمارے جیسا جرائم سے پاک معاشرہ، محبتوں کی کثرت، شرم و حیا اور مہنگائی کے جن سے نجات نصیب ہو جائے، تاکہ وہ بھی ہماری طرح ہر خوف و خطرے سے بے نیاز ہو کر عید منا سکیں، اے کاش!!

آخری قسط

روگ

اذان کی آواز سن کر وقار کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔ وہ کسی سے بھی ایک لفظ نہ کہتا بس چیزیں پھینکتا رہتا یا روتا رہتا۔ جب تھک جاتا تو کسی بھی کونے میں گھس کر سب سے چھپ کر بیٹھ جاتا۔ گل سے وقار کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ وہ خود بھی پورا پورا دن روتی رہتی۔ اسے کوئی حل سمجھ نہیں آتا تھا۔ اب تو محلے میں بھی سب کو خبر ہوگئی تھی کہ وقار کی طبیعت بہت خراب ہے۔ حاجی صاحب کا فون آیا تو بانو نے رو رو کر ان کو وقار کے بارے میں بتایا۔

اسی شام حاجی صاحب ان کے گھر آئے......

وقار کو دیکھ کر ان کا دل جل گیا کہ یہ کیا حالت ہوگئی وقار کی چند ہی دنوں میں۔ وہ تینوں خواتین کو نماز کی پابندی کرنے، گھر میں منزل پڑھنے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی تلقین کر کے چلے گئے۔

☆

گل نے نماز پڑھی اور خوب رو رو کر اللہ سے وقار کے لیے دعائیں مانگتی رہی۔ اسے ایک لمحے کے لیے بھی خیال نہیں آیا کہ وقار کی یہ حالت اس کے ڈالے گئے تعویذ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تعویذ کو تو وہ بھول ہی گئی تھی وقار کی طبیعت کی خرابی میں الجھ کر......

وہ سارا دن وقار کو دیکھتی رہتی اور روتی رہتی......اسے شادی کے شروع کے دن یاد آتے اور اس کے آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آجاتی۔ یہ گم صم چپ چاپ کونے میں بیٹھا وقار اسے دکھی کر دیتا۔ اتنی افسردہ تو وہ خود مار کھاتی تھی تب بھی نہیں ہوتی تھی جتنی وقار کو اس طرح دیکھ کر ہوتی تھی۔

☆

قرأت گلستان

وقار کی اس گم صم اور چپ چاپ حالت کو دو ہفتے ہوگئے تھے۔ بانو سے اس کی خاموشی اور آنکھوں میں بسا بے تحاشا خوف دیکھا نہیں جاتا تھا۔ اس نے چادر کی بکل ماری اور نکل کھڑی ہوئی۔ ساری داستان جا کر اپنے عامل بابا کو سنائی۔

"کلام پڑھ کر اور نمازیں پڑھ کر مصیبتیں کھڑی کر دیتی ہے بڑھیا۔"

عامل نے غصے سے کہا تھا۔ بانو صاف مکر گئی۔

"نہیں نہیں......کوئی نماز نہیں پڑھتا اب گھر میں۔"

بابا آنکھیں میچ کر بیٹھ گیا پھر تھوڑی دیر بعد اسے ایک کاغذ کی پڑیا دی اور کہا:

"یہ لے جا اور اپنے بیٹے کے کھانے میں ڈال دے، سب صحیح ہو جائے گا۔"

"میرا بیٹا ٹھیک تو ہو جائے گا ناں؟"

بانو نے آس سے پوچھا۔

"بے فکر ہو جا، اب کے بڑا بھاری عمل کیا ہے۔"

بانو نے عقیدت سے اس پڑیا کو پکڑ لیا اور چار نوٹ بابے کے پاس کھسکا کر باہر نکل آئی۔

☆

"وقار وقار دیکھ بیٹا! تیرے لیے میں نے اپنے ہاتھوں سے مٹر قیمہ بنایا ہے۔"

بانو پیار سے پچکار کر وقار کو باہر لے آئی۔ آج کتنے دنوں بعد گھر میں دستر خوان لگا تھا......تازہ اور گرما گرم روٹیاں اور پلیٹ میں سجا سلاد......وقار دستر خوان کے ایک کنارے پر جا کر بیٹھ گیا۔ بانو نے پلیٹ میں کھانا ڈال کر دیا تو وہ چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھاتا رہا۔

گل کو دستر خوان پر نہیں بلایا گیا تھا۔ وہ کمرے سے یہ منظر دیکھتی رہی اور وقار کی طبیعت پہلے سے بہتر دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتی رہی......جب وقار پیٹ بھر کر کھا چکا تو کپڑوں سے ہاتھ صاف کر کے اندر کمرے میں چلا گیا۔ بانو اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

☆

وقار کی طبیعت سنبھلنے کی بجائے پہلے سے زیادہ خراب ہوگئی تھی۔ پیٹ کا درد تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دھاڑیں مار مار کر روتا رہتا۔ شاید گل اور بانو کے خبیث عملیات آپس میں ٹکرا رہے تھے کہ ہر عمل الٹا ہو رہا تھا۔

پورے محلے میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ وقار پر کسی جن کا اثر ہوگیا ہے۔ حاجی صاحب فون کر کر کے اس کی طبیعت پوچھتے رہتے۔ انہوں نے دو بار پیسے بھی بھجوائے اور دل سے وقار کے لیے دعائیں بھی کر رہے تھے، لیکن وقار کی طبیعت نہیں سنبھلنی تھی، سو نہ سنبھلی۔

☆

تیسری رات کے آخری پہر پیٹ کے درد سے کراہ کراہ کر وقار نے دم توڑ دیا......بانو، شکیلہ اور گل سکتے میں آگئیں۔ تینوں نے خوب آہ و بکا کی پر محلے سے کوئی نہ آیا کہ ان کے گھر سے شور شرابا آنا اب معمول کی بات تھی۔ شکیلہ نے جا کر آس پڑوس کے سارے دروازے پیٹے......کچھ ہی لمحوں میں گھر مردوں اور عورتوں سے بھر گیا۔

"ختم ہوگیا۔"

مردوں نے آگے بڑھ کر تصدیق کی اور پھر سب مرد باہر چلے گئے عورتیں ان تینوں عورتوں کو چپ کرواتی رہیں۔

☆

"کھا گئی ڈائن، میرے اکلوتے بیٹے کو ڈس لیا ناگن نے۔"

ایک طرف بانو عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھی چیخ رہی تھی تو دوسری طرف شکیلہ کہہ رہی تھی۔

"چلتر ہے آوارہ کہیں کی، ہمارے گھر کا سکون اور خوشیاں کھا گئی۔"

شکیلہ اور بانو کے بین اور نوحے ساری عورتیں دم سادھے سن رہی تھیں اور گل کو سر سے لے کر پیر تک گھور بھی رہی تھیں۔

"ڈائن......ناگن......چلتر......آوارہ!!"

"گڑیا......شہزادی......دل کی ملکہ......" گل کے دماغ میں کئی الفاظ گونج رہے تھے۔

صرف خواتین رابطہ کریں

شفائے نظر

عینک سے چھٹکارا

یہ مرکب ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے

خالص ترین غذائی اجزاء پر مشتمل ہمارا یہ کورس نظر کو تیز کرتا ہے

دماغ کو طاقتور بناتا ہے | جسمانی و اعصابی کمزوری ختم کرتا ہے

بچوں کی نشوونما کر کے قد میں بھی اضافہ کرتا ہے

اس کا آٹھ ہفتوں کا مسلسل استعمال عینک کا ڈیڑھ تا دو نمبر کم کرتا ہے

جنہیں ابھی عینک نہیں لگی وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں

فری ہوم ڈلیوری کے لیے ملک بھر سے ابھی فون کریں اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کریں

ہشام لیڈیز کلینک

مین چوہان روڈ کرشن نگر اسلام پورہ لاہور

فون 042-37157775
0321-8482317

''جا بیٹی خوش رہ...... اب تیرا جینا مرنا اسی کے ساتھ ہے۔'' حاجرہ آپا نے کہا تھا۔

''محبت کرے گا شوہر تو ایسی دس جوڑیاں اور بنا دے گا۔''

''لال رنگ میں تو لال پری لگتی ہو۔''

پتا نہیں کب کی باتیں وہ سوچ رہی تھی کہ شکیلہ عورتوں کے چنگل سے خود کو چھڑا کر اس کی طرف بڑھی...... عورتوں نے روکنے کی کوشش کی پر وہ گل کو لاتیں اور کے مارتی رہی مگر گل ٹس سے مس نہ ہوئی۔

بانو قریب آئی اور شکیلہ کو گلے لگا لیا۔ پھر گل پر جھپٹی اور اس کا گلا دبانے کی کوشش کی۔ گل آہ کر کے رہ گئی۔

''نکل جا...... دفع ہو یہاں سے۔''

بانو نے اس کی چادر کھینچی...... اب دونوں ماں بیٹی اسے دھکے دے رہی تھیں۔

''نکل جاؤں، کہاں جاؤں؟''

اس نے سوچا اور دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

''اس طرح تو چادر اوڑھ کر حاجیانی لگ رہی ہو۔'' وقار ہنسا تھا، گل بھی مسکرانے لگی۔

''میرا بیٹا مر گیا، یہ آرام سے بیٹھی ہے تو مر جاتی ناں، میرا اکلوتا بیٹا کیوں مرا اللہ!'' بانو کے منحوس بین در و دیوار کو ہلا رہے تھے۔

''اٹھ دفع ہو۔'' شکیلہ نے اسے کھڑا کیا اور کمرے سے باہر لے جانے لگی۔

''جا اس گھر میں اب تیرا کیا کام۔''

گل نے آنکھیں کھول کر گھر کے در و دیوار کو دیکھا اور اس کے سینے میں بائیں طرف درد کی لہر سی اٹھی...... وہ درد سے کراہنے لگی...... سینہ پکڑ کر وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ شکیلہ اسے کھینچتے ہوئے باہر تک لائی، جس چارپائی پر وقار کا جنازہ تھا، وہ اس چارپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گئی۔

''چلو سہ روزہ لگا کر آتے ہیں۔'' وقار کی بات سن کر گل اٹھ کھڑی ہوئی۔

''چلیں۔''

شکیلہ نے دھکا دیا تھا، وہ زمین پر گر گئی۔ سینے کا درد تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

''میرے پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے۔''

اس نے آنسو ضبط کرتے ہوئے وقار سے کہا وہ فوراً اس کے پاس اٹھ آیا...... درد کی شدید لہر تھی پھر شکیلہ کی زوردار لات...... وہ زمین پر دہری ہو گئی...... دل آخری بار زبردست انداز میں دھڑکا اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔

☆

بانو کے گھر سے دو جنازے اٹھے تھے۔ اس کی چیخ و پکار اور شکیلہ کے نوحے اور بین ہر آنکھ کو اشکبار کر رہے تھے۔ گل کے گھر سے تو اس کے ماں باپ وقار کی خرابی طبیعت کا سن کر آئے تھے۔ یہاں بیٹی اور داماد کا جنازہ دیکھ کر وہ ہوش و حواس کھو بیٹھے۔

محلے کی خواتین کی زبانی پتا چلا کہ وقار کا جنازہ دیکھ کر گل کو دل کا دورہ پڑ گیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ گل کا ہنستا اور پھر ہنستے رہنا اس کی امی کو یاد آتا رہا اور وہ سسکتی رہیں۔ محلے والے آئے اور انہوں نے دونوں کو اپنے کندھوں پر سوار کیا اور چل پڑے۔

☆

''کیا نام ہے اس کا؟ بہت پیاری ہے ماشاء اللہ میرے وقار کی تو جوڑی کی ہے۔ بس مجھے انکار مت کرنا بہن...... بہت اچھا ہے میرا بیٹا۔ پڑھا لکھا، نمازی، نیک شریف۔''

بانو برابر والی ریحانہ کے گھر میں جا کر بیٹھی اور اس کی نند کو دیکھ کر شروع ہو گئی۔

''دس تولہ سونا چڑھاؤں گی پورا ہاں۔''

بانو نے کہا اور ریحانہ نے اپنی نند کو آنکھ کے اشارے سے اندر کمرے میں جانے کا کہا۔ پھر خود بھی بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنے لگی، بانو بے زار ہو کر باہر نکل گئی۔ پھر گلی کے کونے والے گھر میں جا پہنچی

''میرے وقار کے ساتھ کھڑی بہت جچو گی، بہت نیک شریف، گورا چٹا ہے میرا بیٹا، یہ بڑی سی ڈاڑھی، بہت خوش رکھوں گی تجھے، بیٹی سمجھ کر رکھوں گی اور ہاں بری میں پورے تیس جوڑے بناؤں گی تیرے سب ایک سے بڑھ کر ایک۔''

یہ سب باتیں وہ دو بچوں کی ماں فاطمہ سے کر رہی تھی۔

اب پورا محلہ سمجھ گیا تھا کہ بانو کا ذہنی توازن درست نہیں۔ وہ سب اس کی ایسی باتیں سننے کی عادی ہو گئی تھیں۔ فاطمہ نے بھی بانو کو پانی پلایا پھر کہنے لگی۔

''خالہ اب آپ اپنے گھر جاؤ، میں سو رہی ہوں...... جاؤ''

اس نے بانو کو اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر دروازے تک لے گئی۔ پھر بانو کے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

☆

''اماں، اماں کہاں چلی گئی تھی تو، اتنی دیر لگا دی؟'' شکیلہ بانو کو دیکھ کر فوراً کونے سے نکل آئی۔

''دیکھ میں بھائی کے لیے کھانا پکا رہی تھی تو یہ تیری لاڈلی بہو کہتی ہے میرا گلا دبائے گی، دیکھ کب سے میر گلا دبانے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔''

شکیلہ بھاری بھرکم جسم کے ساتھ یہاں سے وہاں ہو رہی تھی۔

''چھری واپس رکھ دے گل، میں کہہ دیتی ہوں ہاں۔'' شکیلہ نے دیوار پر بنتے بانو کے سائے کو کہا پھر خوف زدہ ہو کر ایک کونے میں دبک گئی۔

''دفع ہو...... میں وقار کے لیے ابھی لڑکی پسند کر کے آئی ہوں، اس کے لیے زیور نکالنے دے مجھے۔'' بانو الماری کی طرف بڑھ گئی اور شکیلہ کونے میں سکڑی سمٹی بیٹھی رہی۔

اندر بانو زیور نکال کر گل کو پہنا رہی تھی اور باہر شکیلہ گل سے معافیاں مانگ رہی تھی۔ پھر گل قہقہہ لگا کر ہنسی تو شکیلہ کی جان میں جان آئی۔ مطمئن ہو کر شکیلہ بھی ہنسنے لگی اور بانو کا پورا گھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ (ختم شد)

ملک بھر کے 150 سے زائد اقامتی و غیر اقامتی اداروں کے سروے کے بعد مذہبی طبقے کے لیے پیش ہے

فارقلیط سپوکن انگلش کیڈٹ سکول رجسٹرڈ

حفاظ و غیر حفاظ کے لئے

18 اگست سے ہاسٹل میں

داخلے جاری ہیں

زیر انتظام

مولانا کلیم اللہ نادر تونسوی

ایم۔بی۔اے (مارکیٹنگ) کراچی یونیورسٹی

شاگرد رشید قاری عبدالرب ارشد ریڈیو پاکستان (ملتان)

سابق برانڈ منیجر ''بچوں کا اسلام'' ''خواتین کا اسلام''

پروگرام

1 ڈیڑھ سالہ پرائمری

2 ڈیڑھ سالہ مڈل

(اردو/انگلش میڈیم)

3 نرسری تا ہشتم ریگولر کلاسز

(اضافی سپوکن انگلش کلاس و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم)

پرسکون اسلامی ماحول میں تعلیم و تربیت

Japanese Jica project (HIS)

Kestrel & Buzzard

KIMS کراچی

سکالرشپ ہولڈران آل ایگزامز آف بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن

(5th,8th,10th، اینڈ F.S.C)

رابطہ: 03218212550، 03136672538

0673692090 صبح 8 تا شام 4 بجے

وارڈ نمبر 7 نزد سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

بڑا روزہ

بینا رانی

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اختتام پذیر ہے۔بس چند قیمتی دن اور قیمتی راتیں ہیں، پھر یہ مقدس ماہ گیارہ ماہ بعد دوبارہ آئے گا اور خوش بخت لوگ ہی اس کی بہاریں دیکھ سکیں گے۔ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ ایک پاکیزہ روزہ اور بھی ہے جسے اہل اللہ بڑا روزہ کہتے ہیں۔اس بڑے روزے کو پانے کے لیے گیارہ مہینے انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر وقت لوٹی جا سکتی ہیں۔اسلام میں اس بڑے روزے کو بڑی اہمیت اور فضیلت دی گئی ہے۔

اس روزے کا اہتمام کرنے والوں کو ربِّ دو جہاں کی رضا نصیب ہوتی ہے، وہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوتے ہیں اور آخرت کی کامیابی بھی ان کا مقدر ہوتی ہے۔آپ یہ جاننے کے لیے یقیناً بے چین ہو گئی ہوں گی کہ وہ بڑا روزہ کون سا ہے تاکہ ہم بھی اس سے فیض یاب ہو سکیں تو جناب! وہ بڑا روزہ دراصل پرہیزگاری ہے یا تقویٰ کہہ لیجیے۔جی ہاں یہ بڑا روزہ یعنی تقویٰ سال میں صرف ایک ماہ فرض نہیں بلکہ ہر ہر لمحہ قربانی مانگتا ہے۔رمضان المبارک کے روزے دراصل اس بڑے روزے کی مشق کے لیے ہی فرض کیے گئے ہیں۔

قرآن پاک میں رب العالمین کا پاکیزہ فرمان ہے۔

”یاایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلیکم لعللم تتقون “ (ترجمہ:۔”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار (متقی) بن جاؤ“)۔

متقی لوگ اللہ کے پیارے لوگ ہوتے ہیں ان کے بارے میں خالق کائنات کا ارشاد ہے:

”ان اللہ یحب المتقین “ اب کس مسلمان کا دل نہ چاہے گا کہ اللہ اس سے محبت رکھے مگر بعض لوگ اس بڑے روزے یعنی تقویٰ اختیار کرنے کو انتہائی مشکل فعل گردانتے ہیں اور اسے اولیاء اللہ کے بس کی بات ہی کہتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بات بھی ذرا اہمیت کی ہے، نسخہ بھی موجود ہے۔ اگر رمضان المبارک کے روزوں والی پالیسی ہم اس بڑے روزے میں اپنا لیں تو بڑے روزے کا اہتمام بآسانی ہو سکتا ہے اور اللہ کے پیارے لوگوں میں شامل ہوا جا سکتا ہے۔رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو ہم اپنے اندر ہمت، کوشش اور دعا (مانگنے) کا اضافہ ہوتا محسوس کرتے ہیں۔ وہ کیسے......؟ وہ ایسے کہ سخت گرمی ہے، رمضان کا روزہ ہے، مارے پیاس کے بُرا حال ہے، حلق میں خشکی کی وجہ سے کانٹے چبھتے محسوس ہو رہے ہیں اور وضو کے لیے کلی کر رہے ہیں، پانی منہ میں ہے مگر اندر نہیں جا سکتا، نفس اپنا پورا زور لگاتا ہے کہ پانی حلق میں اتار لو۔” نہیں نہیں“ ہم چلا اٹھتے ہیں، کانپ اٹھتے ہیں کہ کیا غضب کر رہے ہو، میرے رب نے منع کیا ہے، ایک وقت (افطار کا) مقرر کیا ہے تب ہی پانی پئیں گے، اس سے پہلے ایسا نہیں ہو سکتا، ہمارا رب ناراض ہو جائے گا، ہم نافرمانوں میں شامل ہو جائیں گے۔

پھر ایک طرف ہمیں اپنی من پسند چیزیں نظر آتی ہیں۔ من پسند کھانے ہمیں اپنی طرف مدعو کر رہے ہوتے ہیں، ادھر نفس کھانے کا تقاضا کر رہا ہوتا ہے بلکہ تقاضا کیا پورا زور لگا رہا ہوتا ہے۔ زور لگا لگا کر تھک جاتا ہے مگر اس کی ایک نہیں سنی جاتی، ہم اپنے آپ کو مضبوط کر لیتے ہیں کہ ”ہمارے رب نے منع کیا ہے، ایسا نہیں ہو سکتا۔“ اس وقت ہم کیا کر رہے ہوتے ہیں، کبھی آپ نے غور کیا......؟ دراصل ہم نفس کو کچل رہے ہوتے ہیں، اس کی خواہشات کو پاؤں تلے روند رہے ہوتے ہیں، اسے اپنا غلام بنا رہے ہوتے ہیں تو نفس کی خواہشات کو روند ڈالنا ہی دراصل کامیابی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اولین اور بہترین ذریعہ بھی، مگر عام دنوں میں ایسا نہیں ہوتا۔ عام دنوں میں ہم نفس و شیطان کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں یہ دونوں جو حکم دیتے رہتے ہیں ہم اللہ کے حکموں کو توڑ کر ان پر عمل کرتے رہتے ہیں۔تو ضرورت اس امر کی ہے کہ عام دنوں میں بھی وہی رمضان المبارک والی پالیسی، وہی ہمت اور مضبوطی اور وہی نفس کشی شروع کر دی جائے۔ ایسا کرنے سے اس بڑے روزے کا اہتمام نہایت آسان ہو جائے گا جس کی بدولت اللہ کے پیارے لوگوں میں شامل ہوا جا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر انسان تھکا ہوا ہے، نماز کا وقت ہو گیا اب نفس و شیطان نے ورغلانا شروع کر دیا کہ تم تو بہت تھکے ہوئے ہو، نماز پڑھو گے تو اور تھک جاؤ گے۔ ساری نمازیں تو پڑھتے ہو، ایک آدھ چھوڑ دو گے تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ تو اس وقت وہی ہمت اور قوت استعمال کریں جو ماہِ رمضان میں استعمال ہو کر اپنا کام کرتی جاتی ہے کہ ”نہیں نماز چھوڑنے سے مالک الملک نے منع فرمایا ہے میرا اللہ ناراض ہو جائے گا، ایسا نہیں ہو سکتا۔“ یا پھر شرعی پردہ کا سوچا تو پھر نفس نے بہکانا شروع کر دیا کہ ”یہ کیا کرنے کا سوچ رہی ہو تم......؟ جانتی ہو کتنا مشکل ہے شرعی پردہ، کزنز سے پردہ، بہنوئی سے پردہ، خالو، پھوپھا سے پردہ، اُف کیسے کرو گی تم......؟ اور پھر کوئی تمہارے گھر بھی نہیں آئے گا کہیں جاؤ گی تو لوگ مذاق اڑائیں گے، فقرے کسیں گے، دقیانوسی اور انتہا پسند کہیں گے، تو کیا یہ سب برداشت کر لو گی؟؟“

اس قسم کے موقعوں بلکہ تمام دینی امور سرانجام دینے سے پہلے اگر اسی (رمضان المبارک) والی ہمت اور کوشش کو آواز دے لی جائے اور نفس کو اسی طرح کچل دیا جائے، پاؤں تلے مسل کر دبا دیا جائے تو بڑے روزے کا اہتمام بآسانی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس بڑے روزے میں سب سے زیادہ رکاوٹ ڈالنے والے دو ہی دشمن ہیں، نفس و شیطان۔ تو سب سے پہلے ان دونوں دشمنوں سے نبرد آزما ہونا اور ان دشمنوں کی غلامی سے خود کو آزاد کرا کے انہیں اپنا غلام بنانا انتہائی ضروری ہے۔ ان کی غلامی میں رہ کر تو بڑے روزے کا اہتمام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ذرا غور کیجیے کہ کیا وجہ ہے جب ہمیں معلوم ہے کہ ہم جو کام کرنے جا رہے ہیں یہ گناہ ہے، مالک الملک کی ناراضگی کا سبب ہے، آخرت میں ایسا کرنے والوں کو یہ عذاب ہوگا مگر اس کے باوجود ہم اس کام کو کر ڈالتے ہیں کیوں......؟ اس کی وجہ ہماری اپنی سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ جانتے بوجھتے ہوئے بھی ......تو جناب اس کی کھلی وجہ اور واضح سبب یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کے غلام ہیں۔ نفس ہم پر حاکم ہے اور ہم محکوم۔ تو نفس کی خواہشات کی غلامی کرنے والے تو رب العالمین کے پیارے بن سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اللہ کے پیارے لوگوں میں شامل ہونے کے لیے اپنے ان دشمنوں کو زیر کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس و شیطان پر حاکم بنا کر بڑے روزے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے لوگوں میں شامل فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

بمبئی کباب:

اجزا: قیمہ آدھا کلو، نمک حسب ذائقہ، ادرک لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، لال مرچ کٹی ہوئی ایک کھانے کا چمچ، ثابت دھنیا ایک کھانے کا چمچ، خشک انار دانہ دو کھانے کے چمچ، دہی دو کھانے کے چمچ، بیسن تین سے چار کھانے کے چمچ، گرم مصالحہ پسا ہوا ایک چائے کا چمچ، ہری مرچیں تین سے چار عدد، ہرا دھنیا آدھی گٹھی، کوکنگ آئل حسب ضرورت۔

ترکیب: قیمے کو دھو کر چھلنی میں رکھ لیں تا کہ پانی اچھی طرح نتھر جائے۔ انار دانہ صاف دھو کر دس سے پندرہ منٹ بھگو رکھیں، پھر باریک پیس لیں۔ دھنیا ہلکا سا بھون کر کوٹ لیں۔ بیسن کو ہلکی آنچ پر بھون لیں اور دہی میں ڈال کر اچھی طرح ملا لیں۔ ہرا دھنیا اور ہری مرچیں باریک کاٹ لیں۔ قیمے کو اچھی طرح دونوں ہاتھوں میں دبا دبا کر پانی نکال دیں اور ایک پیالے میں رکھ دیں۔ پھر اس میں نمک، ادرک لہسن، لال مرچیں، کٹا ہوا دھنیا، بیسن، کٹا ہوا ہرا مصالحہ، گرم مصالحہ اور انار دانہ ڈال کر اچھی طرح ملا لیں اور اس مکسچر کو ایک گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ دیں تا کہ اس میں مصالحہ رچ جائے۔ کڑاہی میں کوکنگ آئل کو درمیانی آنچ پر تین سے چار منٹ گرم کریں اور قیمے کو فریج سے نکال کر دوبارہ سے ملائیں۔ ہاتھ سے یا چمچ سے پکوڑوں کی طرح چھوٹے چھوٹے گولے گرم کوکنگ آئل میں ڈالتے جائیں، درمیانی آنچ پر سنہری فرائی کر کے نکال لیں۔

گرین اونین گوشت:

اجزا: گوشت آدھا کلو، ٹماٹر چار سے پانچ عدد، نمک حسب ذائقہ، پسا ہوا ادرک لہسن ایک کھانے کا چمچ، ہری پیاز چھ سے آٹھ عدد، لال مرچ پسی ہوئی ڈیڑھ چائے کا چمچ، ہلدی پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ، سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، دہی دو کھانے کے چمچ، ہری مرچیں حسب پسند، ہرا دھنیا حسب پسند، کوکنگ آئل آدھی پیالی۔

ترکیب: ٹماٹر، ہرا دھنیا اور ہری مرچوں کو باریک کاٹ کر رکھ لیں، پیاز کے سفید اور ہرے والے حصے کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ رکھ لیں۔ دہی میں ادرک لہسن، لال مرچ، نمک، ہلدی اور زیرہ ملا لیں اور گوشت کو اس مکسچر سے میرینیٹ کر کے پندرہ سے بیس منٹ کے لیے رکھ دیں، پین میں کوکنگ آئل کو درمیانی آنچ پر تین سے چار منٹ گرم کر لیں۔ پیاز کے سفید والے حصے کو ڈال کر سنہری ہونے تک فرائی کریں، مصالحہ ملا ہوا گوشت اور ٹماٹر ڈال کر ڈھک کر ہلکی آنچ پر پانی خشک ہونے تک پکائیں، جب ٹماٹر کا پانی خشک ہونے لگے تو آنچ تیز کر کے اچھی طرح بھونیں اور ساتھ ہی ہری مرچیں اور پیاز کا ہرا والا حصہ بھی شامل کر دیں، بھونتے ہوئے جب تیل علیحدہ ہو جائے تو چولہے سے اتار لیں۔

عید کے خاص پکوان

حنا گل۔ کراچی

ہرا دھنیا چھڑک کر چپاتی کے ساتھ گرم گرم پیش کریں۔

مغلئی گوشت:

اجزا: مٹن آدھا کلو، ٹماٹر ایک پاؤ، ہری مرچ چار عدد، پیاز چار عدد، بڑے ادرک دو انچ کا ٹکڑا، لہسن پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، اخروٹ پچاس گرام (باریک کاٹ لیں)، دہی ایک پاؤ، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، دھنیا دو چائے کا چمچ، چھوٹی الائچی پاؤڈر آدھا کھانے کا چمچ، اخروٹ کا تیل، پسا ہوا نمک حسب ذائقہ۔

دھوئیں کے دم کے لیے:

تیز پتہ ایک عدد، ثابت گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ، گھی دو کھانے کے چمچ، کوئلے دو عدد۔

ترکیب: گوشت میں تمام اجزا شامل کر کے پکنے کے لیے چولہے پر رکھ دیں اور وقفے وقفے سے چمچ چلاتے رہیں۔ جب پانی کم ہونے لگے تو آنچ دھیمی کر دیں اور ایک سے ڈیڑھ گھنٹے کے لیے پکنے دیں تا کہ گوشت بالکل خستہ ہو جائے۔ کوئلے کے دو ٹکڑے گیس پر رکھیں تا کہ وہ دہک جائیں۔ ایک پیالے میں تیز پتہ اور گرم مصالحہ ڈال کر پیالے کو پکے ہوئے گوشت کے درمیان رکھیں۔ جلتے ہوئے کوئلے کو پیالے کے درمیان رکھ دیں۔

اب ایک پین میں گھی گرم کریں اور پیالے میں رکھے ہوئے کوئلوں پر ڈال کر فوراً ڈھکن بند کر دیں۔ اب دیگچی کو آٹے کی لئی سے بند کر لیں اور سرونگ کے وقت اخروٹ چھڑک کر سرو کریں۔

خوبانی کا میٹھا:

اجزا: خوبانی ایک کلو، شکر ایک کلو، ونیلا ایسنس دو چائے کے چمچ، فریش کریم تھوڑی سی مقدار میں۔

ترکیب: خوبانی کو دھو کر صاف کر لینے کے بعد کسی برتن میں چار یا پانچ گلاس پانی ڈال کر ایک گھنٹے کے لیے بھگو دیں۔

ایک گھنٹے بعد اس کو اچھی طرح پکائیں اور جب خوبانی گل جائے تو اسے ٹھنڈا کر کے اس کے بیج الگ کر لیں، پھر اس بغیر بیج والی خوبانی کو اچھی طرح گھوٹ کر اس میں شکر ڈال لیں اور 25 سے 30 منٹ تک دھیمی آنچ پر پکائیں۔ پھر اس میں ایسنس ملا کر دو منٹ مزید پکائیں۔ اس کے بعد چولہا بند کر دیں اور خوبانی کے میٹھے کو کسی باؤل میں نکال کر ٹھنڈا ہونے کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو سرو کرنے سے پہلے فریش کریم اوپر ڈال دیں۔ چاہیں تو فریش کریم کے بجائے آئس کریم بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

شب دیگ:

اجزا: گوشت ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، ادرک لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچ، تلی ہوئی پیاز آدھی پیالی، لال مرچ پسی ہوئی دو کھانے کے چمچ، ہلدی پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ، دہی ایک پیالی، تیز پات ایک سے دو عدد، بڑی الائچی ایک سے دو عدد، شلجم آدھا کلو، گاجر آدھا کلو، ادرک ایک کھانے کا چمچ، ہرا دھنیا آدھی گٹھی، کوکنگ آئل تین چوتھائی پیالی۔

ترکیب: شلجم اور گاجر کے بڑے بڑے ٹکڑے

کاٹ کر ان کو ابلتے ہوئے پانی میں تین سے چار منٹ رکھ کر ان پر سے ٹھنڈا پانی بہا دیں۔ ادرک اور ہرا دھنیا باریک کاٹ کر رکھ لیں، دیگچی میں کوکنگ آئل کو دو سے تین منٹ کے لیے درمیانی آنچ پر ہلکا گرم کریں۔ تیز پات، بڑی الائچی اور ادرک لہسن ڈال کر ایک سے دو منٹ ہلکا سا چمچ چلائیں۔ گوشت ڈال کر اتنی دیر بھونیں کہ تیل علیحدہ ہو جائیں۔ لال مرچ، ہلدی، پیاز اور دہی ڈال کر اچھی طرح ملائیں، شلجم اور گاجر کے ٹکڑوں کو گوشت میں ڈال کر اچھی طرح ملائیں اور چار سے چھ پیالی پانی ڈال دیں اور گندھے ہوئے آٹے سے دیگچی کو بند کر کے سیل کر دیں، ہلکی آنچ پر رات بھر یا چار سے چھ گھنٹے تک پکائیں، پھر احتیاط سے سیل کھول کر ڈش میں نکال لیں۔

شادی بیاہ یا خاص تقاریب کے لیے بناتے ہوئے سبزیوں کے ساتھ اس میں کوفتے بھی شامل کیے جاتے ہیں۔

کوفتے بنانے کے لیے: آدھا کلو قیمے میں ایک پیاز، ایک چمچ ادرک لہسن پسا ہوا، دو سے تین ہری مرچیں، دو چمد بھنے ہوئے چنے، نمک اور ایک عدد ڈبل روٹی کا سلائس ڈال کر پیس لیں۔ تھوڑے بڑے سائز کے کوفتے بنا کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ شب دیگ کا سیل کھولنے کے بعد اس میں ڈال کر پندرہ سے بیس منٹ درمیانی آنچ پر پکا کر اتار لیں۔ ہرا دھنیا اور ادرک چھڑک کر گرم گرم نان کے ساتھ پیش کریں۔

آپ کی عیدی کا صحیح مصرف

یہ آٹھویں روزے کی بات ہے۔ میں بیٹے کو سلا رہی تھی کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ میں نے عید پر رشتہ داروں کے بچوں کو عیدی دینے کے لیے نئے نوٹوں کا پیکٹ تو منگوایا ہی نہیں۔ میں نے جب ہی اپنی نند کو میسج کیا کہ "اگر آپ نئے نوٹوں کا پیکٹ منگوائیں تو میرے لیے بھی منگوالیں، میں پیسے دے دوں گی۔"

انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور میں سوگئی۔ اگلے دن رمضان کا دوسرا جمعہ تھا۔ میں جمعے کے وقت ڈاکٹر کے پاس جا رہی تھی کہ مسجد کے امام صاحب کی آواز کانوں میں پڑی، وہ تقریر فرما رہے تھے کہ "ماں، باپ، بیوی، بچے، بہن، بھائی کوئی آپ کے دنیا سے جانے کے بعد کچھ نہیں دے گا، جو کچھ کرنا ہے اپنے لیے، وہ یہیں پر ہی کر کے جاؤ، اگر ابھی دو گے اللہ کی راہ میں تو کل کام آئے گا۔"

میں یہی بات سوچتی ہوئی ڈاکٹر کے پاس چلی گئی کہ ہم باتیں تو کرتے ہیں لیکن عمل کیا کرتے ہیں کچھ بھی نہیں اور ہم خود اپنے لیے واقعی کچھ نہیں بھیج رہے جو ہمارے لیے زادِ راہ ہو۔ خیر گھر آنے کے بعد نماز ظہر ادا کی اور اپنے رب سے یہی دعا کرتی رہی کہ "اللہ آپ ہی مدد فرمایئے اور کوئی وسیلہ پیدا فرما دے کہ میں بھی اپنے لیے آگے زادِ راہ بھیج سکوں۔"

عصر کا وقت ہوا۔ نماز پڑھ کر دعا کی اور افطاری بنانے کی تیاری کرنے لگی۔ ابھی یہ کام کرتے کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ اللہ رب العزت نے یہ بات دل میں ڈال دی کہ جو پیسے میں عیدی میں بچوں کو دوں گی کیوں نہ اس بار وہ نہ دوں اور وہ پیسے ان بہن بھائیوں کو دے دوں جو ان پیسوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ یقین جانیے ابھی میں نے کچھ دیا نہیں تھا بلکہ ارادہ ہی کیا تھا اور میرا دل بالکل مطمئن ہو گیا، حالاں کہ میرے نفس نے مجھے کہا کہ "وہ کون سی بہت زیادہ رقم ہو گی جو تم دو گی اور تمہارے دینے سے بھلا کیا ہو گا؟ اور تم عیدی نہیں دو گی تو سب لوگ کیا کہیں گے؟"

تو میں نے اپنے نفس کو ڈپٹ دیا کہ نہیں میں تو ان شاء اللہ وہیں پر دوں گی جہاں دینی چاہیے، چاہے کوئی کچھ بھی کہتا رہے۔ اور ساتھ اللہ سے دعا کرتی رہی کہ اللہ ثابت قدم رکھیں۔

میری اپنی بہنوں سے درخواست ہے کہ رسما "خاندان کے بچوں کو عیدی دینے کی بجائے آپ بھی یہ ہی کیجیے گا کہ اپنی عیدی ان بہن بھائیوں کو دیجیے گا جنہیں زیادہ ضرورت ہے۔ جو ایک ایک لقمے کے محتاج ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ہمارے مال کو درست جگہ خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

ام معاذ

1987ء سے خدمت میں مصروف

پھلبہری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نزد K.F.C کراچی
فون: 9-37012068(021) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: 4518061-62/4582803(061) موبائل 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر
گلف سنٹر آفس 16 فیروز پور روڈ مزنگ چونگی
لاہور، 0300-8566188

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (مری چوک) اسلام آباد
فون: 2255880-2854595-(051) موبائل 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

❖ خواتین کا اسلام کے تمام شمارے ہی اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ شمارہ نمبر536 بھی بہت خوب تھا۔ خصوصاً جب وہ دلہا بنا بہت ہی زبردست تھی۔ بنت احمد کی تحریر میرا پیغام محبت ہے میں UETاور NUST جیسی یونیورسٹیوں پر تنقید اچھی نہیں لگی۔ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ یونیورسٹی جانے والوں کو برا سمجھتے ہیں جو کہ بہت غلط بات ہے۔ ہم جب بیمار ہوتے تو انہیں یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں اور یقیناً تنقید کرنے والے لوگ بھی انہیں یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے ڈاکٹروں کے پاس علاج کے لیے جاتے ہوں گے۔ برائے مہربانی یونیورسٹیوں پر تنقید سے گریز کیا جائے۔ اور موم کا مکان جو اختتام پذیر ہوا بہت زبردست ناول تھا۔ (عائشہ صدیقہ ن۔ م۔ ڈ)

ج: آپ نے جو تاثر لیا، وہ درست نہیں۔ اس پیراگراف کو دوبارہ سے پڑھیے۔ اس تحریر کا تو مرکزی خیال ہی تنقید اور اعتراض سے بچنا اور محبت کا پیغام عام کرنا ہے۔

❖ خواتین کا اسلام کا نیا قسط وار ناول "روگ" نے دل موہ لیا۔ بہت اچھا انداز تحریر ہے۔ بے شک گھریلو جھگڑوں کے عام سے موضوع پر اتنی تاثر انگیز کہانی لکھ کر قرات بہن نے کمال کیا ہے۔ گل ہمارا پسندیدہ کردار ہے، شاید اس لیے کہ ہم بھی ایسے ہی لاابالی سے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی خوشیوں کے بعد معصوم گل پر ظلم وستم کے اتنے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ آپ سے شکایت ہے کہ بہت چھوٹی قسط لگاتے ہیں، کم از کم دو صفحوں کی تو لگایا کریں۔

ج: اس بار آپ کی شکایت دور ہوگئی ہوگی، دو صفحوں کی قسط ہے مگر افسوس آخری ہے۔

❖ شمارہ نمبر534 ہاتھ میں ہے۔ آج موم کا مکان کی آخری قسط پڑھی، اچھا اختتام ہوا۔ شروع ہی سے اس ناول کی قسط کا بے چینی سے انتظار رہتا تھا کئی گھروں میں خانگی زندگی میں اس طرح کے ادوار آتے ہی ہیں جس طرح عزم واستقلال اور آخرت کے اجر کو مدِ نظر رکھ کر صبر ووفا نبھانے کا سبق دیا گیا بہت شاندار لگا، کاش عاصم کو بھی کچھ نصیحت ہوتی۔ فریبِ خوابِ ہستی رفعت سعدی صاحبہ کی تحریر بھی بڑی زبردست ہے۔ نسبتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر لمعۃ الرحمٰن کو بھی بہت بہت مبارک ساجدہ بتول صاحبہ نے اچھا کیا عید سے پہلے تنبیہ کردی کھال اتاری لکھ کر اور اب ایک سوال، کافی دنوں سے دسترخوان رخصت پر ہے کیا؟ (ام عاصم۔ پنڈی)

ج: ہم نے تو دسترخوان کو رخصت نہیں دی، مگر لگتا ہے قاریات نے اس سلسلے کو الوداع کہہ دیا ہے۔ خیر اب رمضان اور عید کی برکت سے کافی مزیدار سی ترکیبیں موصول ہو رہی ہیں۔ امید ہے رمضان کے بعد بھی نئی نئی ترکیبیں آتی رہیں گی۔

❖ خواتین کا اسلام ماشاءاللہ بہت خوب جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت منفرد رسالہ ہے۔ جس کا ہمیں بہت ہی شدت سے انتظار رہتا ہے۔ بہنوں سے گزارش ہے کہ حال ہی میں ایک حادثے میں میری ٹانگ میں دو جگہ سے فریکچر ہوگیا ہے۔ خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ دو ماہ ہوگئے ہیں ابھی تک چلنے پھرنے سے قاصر ہوں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں سب سے چھوٹی بچی 7 ماہ کی ہے۔ (ام محمد حماد عبداللہ۔ فیصل آباد)

ج: اللہ عافیت کے ساتھ مکمل صحت عطا فرمائے۔

❖ میری پہلی تحریر سائباں کے سلسلے میں شائع کرنے کا بے حد شکریہ۔ اللہ رب العزت آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور آپ کو اپنے شایانِ شان اجر، بدلہ اور ثواب عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ میری مادر علمی میں بھی لکھنے کی بے انتہا خواہش تھی، لہٰذا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ ہمت بھی کر ڈالی۔ امید ہے آپ اس بار بھی مایوس نہیں ہونے دیں گے۔ (بنت عبدالمجید میکن)

ج: کچھ انتظار فرمائیے۔

رب ھب لی من الصالحین — اے میرے رب مجھے نیک اولاد عطا فرما (القرآن)

کیا آپ ماں باپ بننے سے محروم ہیں؟

اب اولاد کا حصول ممکن ہے (انشاءاللہ)

حافظ دواخانہ کے اطباء اکرام طویل کوششوں کے بعد اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر مسئلہ بیوی میں ہو یا خاوند میں دونوں کا علاج جدید طبی اسلامی فارماکوپیا کے ذریعے ممکن ہے۔

مردانہ و زنانہ پوشیدہ امراض کے ماہر

حکیم حافظ صفدر علی اعوان

ہماری ادویات ایک بار ضرور استعمال کریں اللہ کے حکم سے 100فیصد نتائج حاصل ہونگے

ملک بھر سے فری ہوم ڈلیوری کیلیے رابطہ کریں۔

مرکز بانجھ پن متصل گورنمنٹ سٹی ٹرمنل اڈا یتیم خانہ چوک لاہور

حافظ دواخانہ

042-37019262
0300-5790946

نوٹ: Peri کی پراڈکٹس ہر ہومیو، جنرل، اور میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں۔ برائے معلومات 0300-4325915, 0345/0321-6680699

لاہور ایس ایس لنکرز ہومیو سٹور 22 علامہ اقبال روڈ فون نمبر: 042-36314149,36369261 گوجرانوالہ پاک دواخانہ / امیر ہومیو، اور ہیڈ برج سیالکوٹ روڈ
گجرات علی ہومیو سٹور چوک نواب سیالکوٹ گذلک ٹو ہومیو، ریلوے روڈ جہلم پنجاب ہومیو / میاں ہومیو / ہمدرد دواخانہ رام دین بازار راولپنڈی سپر ہومیو / جاوید ہومیو بوہڑ بازار
منگورہ سوات کریم فارمیسی ائیر پورٹ روڈ پشاور الشفاء ہومیو سٹور، سکندر پورہ کوہاٹ محمدی ہومیو سٹور کوچہ غلام مصطفیٰ مین بازار۔ اٹک ظہیر ہومیو سٹور، ریلوے گراؤنڈ۔
ڈیرہ اسماعیل خان بلاول / نواز / تحسین ہومیو سٹور، بالمقابل حق نواز پارک فیصل آباد پنجاب / فیصل / پاک / عبداللہ ہومیو سٹور، چنیوٹ بازار۔ ملتان سپر / الشافی ہومیو گھنٹہ گھر کچہری روڈ
بہاولپور سٹی / فیصل ہومیو سٹور، احمد پوری گیٹ بہاولنگر عادل جنرل سٹور / تحصیل بازار، زیشان ہومیو بلدیہ روڈ رحیم یار خان طاہر / پاکستان / سومرو ہومیو سٹور، بانو بازار سکھر گیلانی ہومیو
سٹور، واحد مارکیٹ تھلہ۔ حیدر آباد جرمن ہومیو سٹور، لجپت روڈ کراچی 0312-2810777 خواجہ میڈیکل سٹور ایکسپریس مارکیٹ صدر۔ مانسہرہ الیاس پنسار سٹور، ظفر روڈ

Brighto
Inspired by Nature
www.brightopaints.com
ہر دیوار کی داستان
رنگوں کی روایت کے چالیس برس
Brighto
PAINTS
برائیٹو پینٹس میں ہمارا ماننا ہے کہ دیواریں عمارتوں کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہیں، یہی دیواریں تو ہیں جو مکان کو گھر بناتی ہیں، بیتے لمحوں کی داستان سناتی ہیں۔ تب ہی تو گزشتہ چالیس برس ہم نے دیا ہر دیوار کی داستان کو ایک نیا رنگ۔
celebrating 40 years

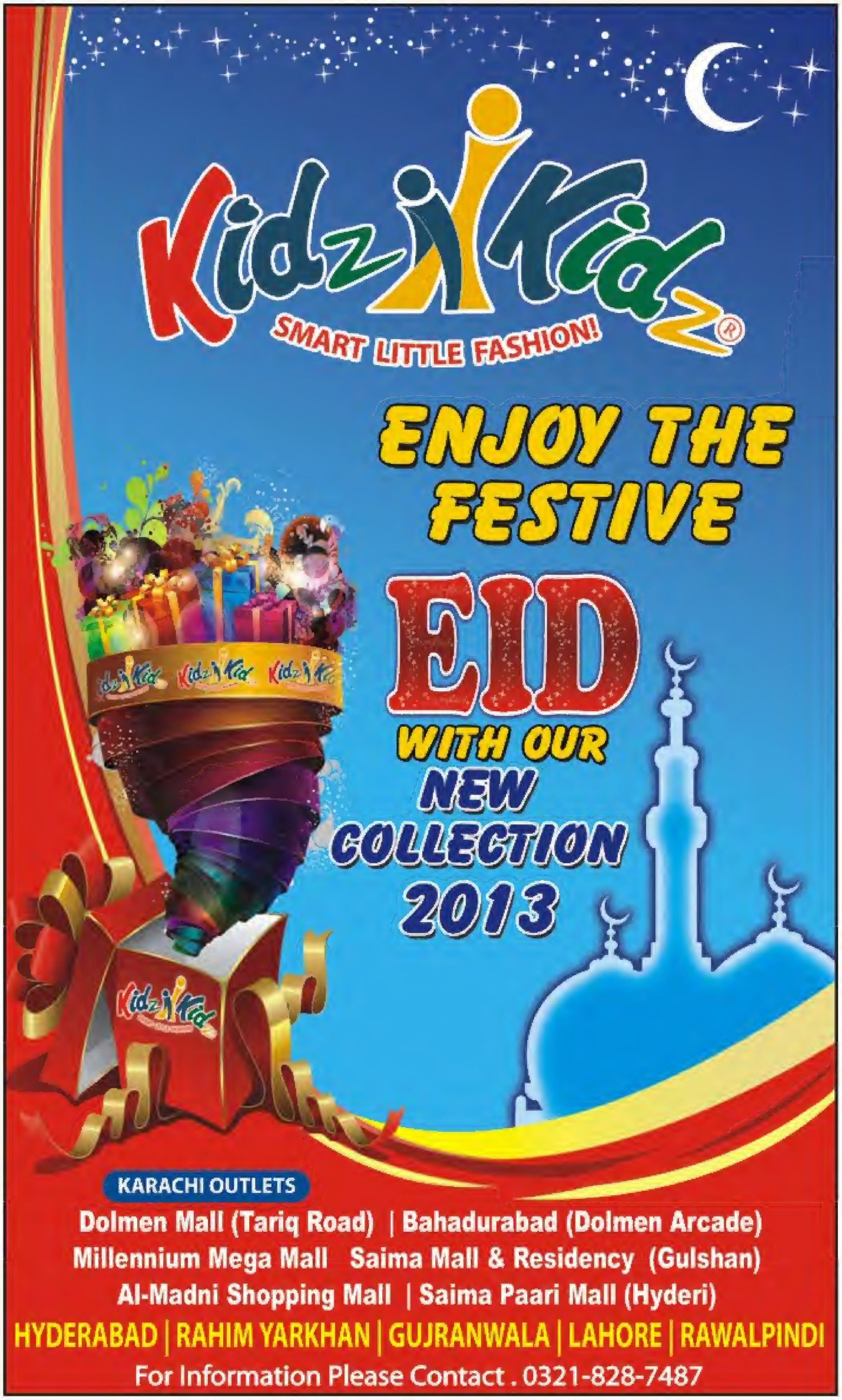

Kidz Kidz
SMART LITTLE FASHION!
ENJOY THE FESTIVE
EID
WITH OUR NEW COLLECTION
2013
KARACHI OUTLETS
Dolmen Mall (Tariq Road) | Bahadurabad (Dolmen Arcade)
Millennium Mega Mall Saima Mall & Residency (Gulshan)
Al-Madni Shopping Mall | Saima Paari Mall (Hyderi)
HYDERABAD | RAHIM YARKHAN | GUJRANWALA | LAHORE | RAWALPINDI
For Information Please Contact . 0321-828-7487